بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

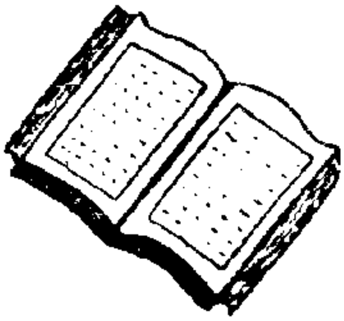

فون ٦٩٢

الفرقان

یعنی

"مذاہبِ عالم پر نظر"

نومبر ١٩٧٥ء

مدیرِ مسئول
الو العطاء جالندھری

نعت نبوی نمبر
آئیندہ شمارہ نعت نبوی نمبر ہوگا
سکی قیمت سوا روپیہ ہو گی
به تعداد سے جلد مطلع فرمائیں
(مینجر)

— تاریخ اشاعت ہر ماہ کی پندرہ تاریخ مقرر ہے —

الاستفتاء مرة ثانيـة

كتب حضرة الامام المهدى مؤسس الجماعة الاحمدية مانصه :ـ

''ثم استفتيكم مرة ثانيـة ايها المتفقهون ! فاتقوا الله و افتونى كرجال يخافون الله ولا يظلمون . يافتيان ! رجل قال انى من الله ثم باهله المنكرون لعلهم يغلبون . فاهلكهم الله و اخزى و ابطل ما كانوا يصنعون ـ وان شئتم فاقرؤا فى هـذا الكتاب قصصهم وما صنع الله بهم أليس ذالك حجـة على قوم ينكرون ؟ والله نصره فى كل موطن وجعلـه غالباً على اعدائه وأنبأبـه قبل وقوعـه أليس ذلك آيـة على صدقـه ايها العاقلون؟ أتجوز عقولكم ان القـدوس الـذى لايرضى الا بالصالحات ولا يقرب احـداً الا بالحسنات هو يحب رجلاً فاسقاً مفترياً ويمهله الى عمر ازيد من عمر نبينا عليه السلام ويعادى من عاداه ويوالى من والاه و ينزل له آيات ويكرمـه بتائيدات وينصره بمعجزات ، و يخصه ببركات ، ويظفره فى كل موطن على اعدائه و يعصمـه من مواضع المضرات و يهلك و يخزى من باهلـه بسخط من عنـده و يتجـالد لـه فيقتل عدوه بسيف من السموات مع انه يعلم انـه يفترى على الله ثم مع الافتراء يعـرض عـلى الناس تلك المفتريات ليضل الـذين لايعلمون فمارأيكم فى هـذا الرجل ، أنصره الله مع افترائه اوهو من عندالله ومن الـذين يصدقون ؟ وهل ينجو المتحلمون الـذين يقولون اوحى الينا وما اليهم شئى وان هم الا يكذبون ـ ،،

(ضميمه حقيقة الوحى ٦٢٥)

فہرست مضامین میں اضافہ

شورش صاحب کی وفات پر خوشی منانے کا غلط الزام

ایڈیٹر صفحہ ۸ الف

مکتوب جاپان نمبر ۳

جناب مولوی عطاءالمجیب صاحب راشد ایم ۔ اے صفحہ ۷ ب

حاصل مطالعہ

متعدد احباب صفحہ ۸ - ۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلحاء و اولیاء کا زریں اصل

کس بغیر یار صدیقے نہ شد
تا بغیر غیر زندیقے نہ شد

ماہنامہ الفرقان ربوہ

فون نمبر: ۶۹۲

جلد: ۲۵ ——— شمارہ: ۱۱

ذوالقعدہ ۱۳۹۵ھ

نبوت ۱۳۵۴ ہش

نومبر ۱۹۷۵ء

ایڈیٹر

ابوالعطاء جالندھری

مجلس تحریر

صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ——— ربوہ

مولانا دوست محمد صاحب شاہد ——— ربوہ

خان بشیر احمد خان صاحب رفیق۔ امام مسجد لندن

16, Gressenhall Road London S.W.18

مولوی عطاء المجیب صاحب راشد مبلغ جاپان

C.P.O. 1482. TOKYO.

قیمت: ایک روپیہ

الفہرست

مضمون	مصنف	صفحہ
الاستفتاء مرة ثانية	حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ	ٹائیٹل ب
پادریوں کی دعوت مناظرہ منظور	ایڈیٹر	صفحہ ۲
مسلمان کی تعریف اور احمدی	جناب مولانا عبدالماجد صاحب دریاآبادی مدیر صدق جدید	۴
کوپن ہیگن (ڈنمارک) میں ایمان افروز خطبہ	حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ	۹
احمدیوں کے عقائد کے قرآنی دلائل	ایڈیٹر	۱۳
دو اہم اور ضروری اقتباس	"	۲۲
شذرات	"	۲۶
مدح نبوی میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک شعر	جناب خان محمد عیسیٰ جان صاحب کینیڈا	۳۳
ریل کے سفر میں دلچسپ گفتگو	جناب مولانا عبدالمالک خان صاحب	۳۶
ایڈیٹر کے نام دو مکتوب	حکیم عبدالحمید و رانا محمد اسلم صاحبان	۴۰
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور عقیدہ نسخ فی القرآن	محترم شیخ عبدالقادر صاحب لاہور	۴۱
برمنگھم کی مرکزی جامع مسجد میں مسلمانوں میں فساد	(ماخوذ)	۴۴
کوائف ربوہ	ادارہ	۴۵
ملک محمد جعفر صاحب وزیر اطلاعی امور کا اعلان		ٹائیٹل ج

اداریہ

پادریوں کی دعوتِ مناظرہ منظور

"مسیح کی آمدِ ثانی" موضوعِ بحث ہو گا

گوجرانوالہ سے مسیحی صاحبان کا ایک رسالہ کلامِ حق نامی شائع ہوتا ہے اس رسالہ نے ماہ اکتوبر ۷۵ء کے شمارہ میں ایک مضمون زیر عنوان "قادیانی یورپ اور امریکہ کے مسیحیوں کی بجائے ہم سے گفتگو کریں" شائع کیا ہے۔ مضمون نگار" پادری عنایت اللہ صاحب مجاہد لکھتے ہیں:-

"اس وقت الفرقان ربوہ کا جولائی ۷۵ء کا شمارہ ہمارے سامنے ہے۔ اس ایک اشاعت میں مسیحیوں کے متعلق تین مضامین ہیں۔ پہلا مضمون بعنوان مکتوب برطانیہ جناب نعمان البشیر احمد خان مبلغ انگلستان کے قلم سے ہے جس میں انہوں نے چند پادریوں کو اپنے گھر پر دعوت دینے اور مذہبی گفتگو کرنے کا ذکر کیا ہے۔ دوسرا مضمون بعنوان "عیسائی پادریوں سے ایک دلچسپ مکالمہ" مولوی البشیر احمد صاحب اختر مبلغ مشرقی افریقہ کے قلم سے ہے جس میں امریکہ کے پادریوں کے ایک گروپ سے ممباسہ (مشرقی افریقہ) میں مذہبی گفتگو کی روداد درج ہے اور جس میں مسئلہ تثلیث، الوہیت مسیح وغیرہ پر پادریوں سے گفتگو کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔ مذکورہ دونوں مضامین میں یہ تاثر دیا گیا ہے کہ دونوں موقعوں پر احمدی مبلغین نے پادریوں کو شکست دی اور ان کو لاجواب کر دیا۔ تیسرا مضمون بعنوان "حضرت مسیح کا سفر کنعان سے ہند تک" جناب شیخ عبدالقادر صاحب فاضل محقق عیسائیت نے لکھا ہے۔ یہ صاحب اس سے پہلے بھی اس موضوع پر ایک مضمون لکھ چکے ہیں اور دونوں مضمونوں سے آپ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جناب مسیح واقعہ صلیب کے بعد ہندوستان آ گئے۔"

آگے چل کر ادھر ادھر کی فرضی باتیں کرنے کے بعد مسیحی نامہ نگار لکھتے ہیں کہ:-

"ہم ان نام نہاد مذہبی مبلغین اور الفرقان کے ایڈیٹر سے یہ پوچھتے ہیں کہ کیا پاکستان میں انہیں

ایسی گفتگو کے لئے کوئی مسیحی مبلّغ نہیں ملتا جو یہ سات سمندر کے اوپر سے چھلانگ لگا کر مذہبی گفتگو کے لئے انگلینڈ یا امریکہ جا پہنچتے ہیں؟"

جواباً گزارش ہے کہ جماعت احمدیہ ایک تبلیغی جماعت ہے اس کا مشن یہ ہے کہ ساری دنیا کے تمام سعادتمند لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچائے۔ اس لئے "سات سمندر پار" جا کر بھی اس کے مبلّغین پادریوں سے گفتگو کرتے ہیں۔ اس میں قابلِ اعتراض بات کونسی ہے؟

باقی رہے پاکستان کے مسیحی مبلغین۔ سو اگر یہ اصحاب بغرض تحقیق مذہبی گفتگو کرنا چاہیں تو ؎

چشم ما روشن دلِ ما شاد

جماعت احمدیہ کے مبلغین مسیحیوں کے چھوٹے بڑے پادریوں سے مفید گفتگو کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے انہوں نے ایسا کوئی موقع ضائع نہیں جانے دیا۔

رسالہ کلام حق کی طرف سے آخر پر احمدی مبلّغین کو بایں الفاظ "چیلنج" دیا گیا ہے کہ:۔

"ہم پھر عرض گزار ہیں کہ قادیانی مبلّغ ہم (مسیحی) پاکستانیوں سے جس موضوع پر چاہیں۔ تحریری تقریری گفتگو کر لیں۔"

(کلام حق۔ ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۵ء صفحہ ۱۲)

اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے ہم پادریوں کے اس چیلنج کو منظور کرتے ہیں اور پادری صاحبان سے "مسیح کی آمدِ ثانی" کے فیصلہ کن موضوع پر تحریری مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔ پادری صاحبان کی طرف سے موضوع کی منظوری کے بعد دوسری چھوٹی موٹی شرطیں طے کر کے جلد تر مناظرہ شروع ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ!

ظاہر ہے کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت مسیحؑ کی آمدِ ثانی مثالی آمد ہے جسمانی آمد نہیں تو عیسائیوں کے آسمانوں سے مسیح کے آنے کے عقیدہ کی ساری عمارت گر جاتی ہے اور ان کا فرض ہو جاتا ہے کہ اسلام پر ایمان لا کر آنے والے مثالی مسیح موعودؑ کی صداقت پر بھی ایمان لائیں جس کا واضح ثبوت خود اناجیل میں موجود ہے۔

اور اگر یہ متعین ہو جائے کہ مسیحؑ کی آمدِ ثانی جسمانی طور پر ہوگی اور حضرت مسیحؑ بجسدہٖ العنصری ہی آسمانوں سے نازل ہوں گے تو مثالی مسیح موعودؑ ہونے کا دعویٰ باطل قرار پائے گا۔

پس مسیح کی آمدِ ثانی کا موضوع ایک فیصلہ کن موضوع ہے۔

ہم منتظر ہیں کہ مسیحی رسالہ کلام حق کب اس تحریری مناظرہ کی منظوری کا اعلان کرتا ہے۔

وما علینا الّا البلاغ المبین!

○

مسلمان کی تعریف اور احمدی

علماء کے باہمی فتووں کا ایک نمونہ

از قلم جناب مولانا عبدالماجد صاحب دریا آبادی مدیر صدق لکھنؤ

عبدالمجید صاحب بی اے۔ دواخانہ نقشبندیہ امین پور بازار لائلپور نے جناب مولانا عبدالماجد صاحب دریا آبادی مدیر صدق جدید لکھنؤ کے نام ایک خط لکھا کہ "جب جیّد علمائے دین بالاتفاق قادیانیوں کو کافر قرار دیتے ہیں تو آپ کو خواہ مخواہ اس مسئلہ میں توقف کرنے اور ان کو مسلمان سمجھنے اور خادمانِ دین ثابت کرنے کی کیا ضرورت ہے" مولانا عبدالماجد صاحب نے عبدالمجید صاحب لائلپوری کے پورے خط کو درج اخبار کرتے ہوئے ذیل کا جامع اور ٹھوس جواب دیا۔ مولانا کا مکمل جواب درج ذیل ہے۔

(ایڈیٹر)

"خط کا جواب:

مکتوب جس طرح موصول ہوا بجنسہٖ درج کر دیا گیا خدا معلوم کتنے اور عزیزوں، رفیقوں، بزرگوں کے جذبات یہی ہوں گے۔ اچھا ہوا کہ یہ موصول ہو گیا۔ اس سے ایک بہت بڑے خلفشار کی ترجمانی ہو گئی۔ تکفیر قادیانیہ سے بطور منع (نہ وہ نقیض اور منع نقض دونوں اپنے اصطلاحی مفہوم میں)

جب سے ان صفحات میں گفتگو شروع ہوئی ہے۔ اس وقت سے اس کا بھی اندازہ تھا کہ کسی مقبول عوام تحریک سے اور نیز اپنی لفت ایکر علیحدگی کے بھی کیا معنے ہوتے ہیں۔ ناظرین "صدق" کی مدیر "صدق" کے ساتھ یہی غیر معمولی عنایات و کرم ہے کہ خطوط کا لہجہ اتنا گرم اور تیز نہیں رہا۔ جتنا عموماً ایسے موقع پر ہو جایا کرتا ہے۔

لیکن یہ بہر حال اظہار حق کی تھوڑی بہت توفیق جو

طبیعت کی کمزوری، بدہضمی اور بزدلی کے باوجود مرحمت ہوگئی ہے۔ ہر موقعہ پر ہمراہیوں کی کثرت تعداد ہی تلاش کرتی نہیں رہ جاتی۔ گو سالہا سال رفیقوں۔ مخلصوں اور بزرگوں کی مفارقت پر سخت قلق محسوس ہونا بھی طبعی ہے۔

سفر کے لئے قدم اٹھانا ہے تو بغیر ایک ساتھی اٹھایا جا سکتا ہے۔ دین کی خدمت ہمیشہ وقت کی اکثریت کا ساتھ دینے سے نہیں ہوتی۔ کبھی اس کے برعکس دریا کے دھارے کی سیدھ پر نہیں دریا کے بہاؤ کے خلاف بھی پیرنے سے ہوتی ہے۔

اکابر کی تقلید معاملات دین میں یقیناً ایک بڑا درجہ رکھتی ہے لیکن یہ حکم بھی صرف اکثری اور مشروط ہے مطلق اور کلی نہیں۔ قرآن مجید نے مطلق تو جہاں حکم اولی الامر کی اطاعت کا دیا ہے اور اس کا متعلق نبی اطاعت پر کیا ہے وہیں گنجائش تنازعتم فی شیءٍ کے اختلاف طبعی و عقلی کی بھی رکھ دی ہے اور اس عالم آب و گل میں مطاع مطلق کی حیثیت اگر رکھی ہے تو

صرف رسول معصوم کی نہ کسی بڑے
سے بڑے مفسر یا محدث یا فقیہ یا
شیخ کی۔

عام اکثری حالات میں بے شک موافقت بزرگوں کے اتباع ہی میں ہے لیکن حالات ایسے بھی پیش آ سکتے ہیں اور پیش آتے رہتے ہیں جب عمل کے لئے دستور العمل کی دفعہ فردوہ الی اللہ والرسول کی باقی رہ جاتی ہے اور اللہ ہی کے دین کی خدمت کے لئے اللہ والوں کی ایک بڑی جماعت سے علیحدگی اختیار کرنا پڑتی ہے ع

ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی

گو دل کے لئے ہر موقع پر بار گراں رہتا ہے اور اس کی جرأت آسانی سے ہرگز نہیں ہوتی۔ امت کی تاریخ میں ایسے تفرد کی مثالیں اس کثرت سے ہیں کہ ان کا ذکر اگر چھڑ گیا تو اس کے لئے خود ایک مستقل مقالہ کی ضخامت درکار ہوگی۔

بہر حال اگر مکتوب نگار صاحب اپنے دل میں سوچیں تو انہیں خود کچھ عجیب سا نظر آئے گا کہ جو عقیدتاً کے نزدیک تکفیر روا تھا ان کو تو اس کا حق تھا کہ غیر تکفیری بھی بخشی ہو۔ لیکن مجھے اسے بولنے کا حق نہ تھا اس سے خاموشی ہی اختیار کر لیا تھی۔

گویا اظہار حق کا حق صرف اکثریت کو حاصل ہے اور جو فرد اپنے کو اس معاملہ میں حق پر سمجھتا ہے۔ لیکن چونکہ اقلیت میں ہے اس لئے اکثریت پر جرح کا بھی حق نہیں۔ اور اس پر لازم ہے کہ اگر وہ بے چون و چرا سر اطاعت خم نہیں کرتا تو کم از کم خاموش بھی رہے، خواہ اس میں اپنے ضمیر و دیانت کا گلا ہی گھونٹ دینا پڑے۔

اکثریت کی یہ نازک مزاجی مکتوب نگار خود غور کریں کہ کس حد تک معقول ہے؟ ع

کہاں تک سکے وہ نازک کہ گراں میری غزل بھی

مکتوب میں کوئی نئی اور مستقل دلیل تکفیر قادیانیہ پر پیش کرنے کی بجائے اکتفا صرف اس پر کیا گیا ہے کہ چونکہ دنیائے اسلام کا فتویٰ ہے۔ متفقہ فیصلہ ہے فلاں فلاں بزرگوں کا اس پر اجماع ہو چکا ہے۔ اس لئے یہ بہرصورت واجب التسلیم ہے۔ لیکن گزارش یہی ہے کہ

اتفاق رائے کا یہ منظر "بے نظیر" آخر کیسے قرار دے دیا گیا؟

یہ اتفاق و اجماع کب اور کس فرقہ کی تکفیر سے متعلق ایسے ہی بزرگوں کا نہیں ہو چکا ہے۔ کون فرقہ ایسا ہے جس کی تکفیر کا بار بار اعلان انہی دلائل کے ماتحت اسی جوش و قوت کے ساتھ بار بار نہیں کیا جا چکا ہے۔ کیا فرقہ شیعہ؟ مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی مدظلہ ماشاءاللہ ابھی ہمارے درمیان بخیریت و عافیت موجود ہیں اور وہ یقیناً اہل سنت کے ایک بڑے اور ممتاز عالم دین۔ ذرا انہی سے دریافت فرمایا جائے۔ ان کے قلم کا مرتب کیا ہوا "علماء کرام کا متفقہ فتویٰ" (یہ لفظ یاد رہے) "درباب ارتداد شیعہ اثنا عشریہ" ابھی یاد میں تازہ ہے جس میں یہ تصریح موجود ہے کہ شیعوں کی تکفیر میں کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا اور تصریح در تصریح یہ کہ

ان کے ہاتھ کا ذبیحہ حرام۔ اُن سے مناکحت ناجائز۔ ان کا جنازہ پڑھنا ناجائز۔ انہیں اپنے جنازوں میں شریک کرنا ناجائز۔ ان کا چندہ اپنی مسجدوں میں لینا ناجائز ۔۔۔ غرض یہ کہ ان سے کوئی سا معاملہ مسلمانوں کا سا کرنا جائز نہیں۔

گویا سید کلب حسین اور لالہ بھگوان داس ایک سطح پر۔

اس فتویٰ کفر و ارتداد پر آپ دستخط دیکھیں گے کہ کن کن بزرگوں کے ہیں۔ کہنا چاہیے کہ سارے دیوبند کے مولانا مرتضیٰ حسن، مولانا حسین احمد، مولانا محمد شفیع، مولانا اعزاز علی، مولانا اصغر حسین، مولانا فضل احمد، مولانا محمد انور (عجیب نہیں کہ یہ وہی مشہور فاضل عصر مولانا انور شاہ کاشمیری ہی ہوں) مولانا محمد طیب، مولانا مفتی مہدی حسن شاہجہان پوری۔ مولانا محمد چراغ (گوجرانوالہ) مولانا محمد منظور نعمانی وغیرہم۔ پھر اسی نہلہ پہ دہلہ جناب ناظر حسین صاحب ناظم تعلیمات دیوبند کے قلم سے کہ روافض صرف مرتد اور کافر اور خارج از اسلام ہی نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن بھی اسی درجہ میں ہیں کہ دوسرے فرق کم ہی نکلیں گے اور اسی متفقہ فتویٰ میں تائیدی حوالہ حضرت بحر العلوم فرنگی محل کا بھی درج ہے اور خود موجودہ امیر شریعت پنجاب آج سے چند سال قبل اپنی لکھنؤ (احاطہ شیخ شوکت علی) کی تقریروں میں فرقہ شیعہ کے باب میں جو کچھ فرما چکے ہیں اسے کوئی کیسے بھلا دے؟

پھر انہی حضرات کا فیصلہ ایسے ہی دلائل کی بناء پر اسماعیلیوں اور آغا خان اور سارے آغا خانیوں کے کفر اور اسلام سے متعلق کیا ہے۔ اور خود بانی پاکستان قائد اعظم کے عقائد مذہبی سے متعلق انہیں مقدمات و مبادی کو تسلیم کرنے کے بعد فتویٰ کیا مرتب ہوتا ہے؟

سر سید کو زمانہ گزرے ابھی ایک ہی پشت ہوئی ہے۔ مکتوب نگار کے علم یا حافظہ میں یقیناً یہ حقیقت محفوظ نہیں رہی کہ جمہور علماء کے حلقہ میں ان کا استقبال کس روش و انداز سے ہوا تھا۔ وہ "پیر نیچر" شاید میرزائے قادیان اور اس کے پیرو "نیچری" شاید قادیانیوں سے بڑھ ہی چڑھ کر تھے اور ان کے اسلام کا دعویٰ کرنا ——

"خرق اجماع" کا مرتکب ہوتا تھا۔ آپ اسے مبالغہ سمجھ رہے ہیں۔ مولوی امداد العلی مرحوم کا رسالہ امداد الاخلاق بہ رجم اہل النفاق کسی لائبریری کے پرانے ذخیروں میں دبا دبایا ہوا ضرور پڑا مل جائے گا۔ ذرا اسے ملاحظہ فرما لیا جائے۔ یا زمانہ کے دوسرے اخبارات اور رسالوں کی فائلوں کو لکھنو۔ دہلی۔ سہارنپور۔ رامپور ہندوستان کے ہر شہر کے فقہاء کرام کا متفقہ فتویٰ اس شخص کے کفر و ارتداد اور اس کے کالج اس کی کانفرنس سب کی ملعونیت پر ناطق ملے گا۔ دہلوی فتویٰ آپ سنیں گے؟

"ایسے ناپاک کا نام مدرسہ رکھنا اور محل تنظیم و تحصیل سمجھنا آدمیت سے نکلتا ہے اور زمرۂ حیوانات میں داخل ہوتا ہے۔ صرف کرنا مال کا ایسے محل میں موجب کثرۂ جہنم ہے اور ایسے بے فعل میں مساعی ہونا عجیب اور حطب جہنم لازم"

اور لکھنوی فرنگی محل کا فتویٰ:۔

"وجود شیطان اور اجنّہ کا منصوص قطعی ہے اور منکر اس کا شیطان ہے بلکہ اس سے بھی زائد کیونکہ خود شیطان کو بھی اپنے وجود سے انکار نہیں.....
..... یہ شخص مخرب دین ابلیس لعین کے وسوسہ سے صورت اسلام تخریب دین کی فکر میں ہے۔"

اور متقیان حرم شریف حنفیہ۔ شافعیہ۔ مالکیہ حنبلیہ۔ چاروں صاحبان کے متفقہ فیصلہ کی تاب آپ لاسکیں گے؟

"..... یہ شخص ضال و مضل ہے بلکہ ابلیس لعین کا خلیفہ ہے۔ اس کا فتنہ یہود و نصاریٰ کے فتنہ سے بھی بڑھ کے ہے۔ خدا اس کو سمجھے واجب ہے اولی الامر پر اس سے انتقام لینا ...... اگر باز آجائے تو بہتر ہے۔ ورنہ ضرب اور حبس سے اس کی تادیب کرنی چاہیئے۔"

مدینہ منورہ کے مفتی احناف کا قلم کیوں پیچھے رہنے لگا:۔

"یہ شخص یا تو ملحد ہے یا شروع سے کفر کی کسی جانب مائل ہو گیا ہے یا زندیق ہے کہ کوئی دین نہیں یا اباحی ہے کیونکہ منخفقہ کا کہنا مباحات ہے اور اہل مذہب حنفیہ کے بیانات سے مفہوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کی توبہ گرفتاری کے بعد قبول نہیں ہوتی ...... ورنہ اس کا قتل واجب ہے۔ دین کی حفاظت کے لئے اور اولی الامر پر واجب ہے کہ ایسا کریں۔"

اور شیعہ اور نیچریہ۔ اسمٰعیلیہ کے علاوہ اہل اہوا و بدعت "خوارج اور" "وہابیہ تجدید" اور تازہ ترین "مودودیہ" کے متعلق جو موتی قلم پرو چکا ہے۔ اگر ان سب کے اقتباسات

نمونہ کے طور پر ہی نقل ہونے لگیں تو مقالہ رسالہ نہیں بلکہ ضخیم کتاب بن جائے۔ مغالطہ سب میں مشترک یہی ہے کہ نصوص کی تاویل و تکذیب کو ہر جگہ انکار و تکذیب کے برابر سمجھ لیا گیا ہے اور تاویل و تعبیر میں ٹھوکر کھانے والوں کو جوش دینی سے مغلوب ہو کر منکرین و مکذبین کے حکم میں رکھ رہا ہے۔ اس حیثیت علم اور عقل کے دل میں اپنے اکابر کی بحمد اللہ پوری عزت و وقعت، عظمت و عقیدت موجود ہے لیکن "انقیادِ کامل" کا رشتہ ذاتِ رسولِ معصوم کے ساتھ محدود و مخصوص ہے اور جو حضرات آج اپنے علماء و شیوخ کے ہر فیصلہ کو ناطق اور ان کے ہر قول کو گفتۂ او گفتۂ اللہ بود سمجھے ہوئے ہیں۔ وہ خوش عقیدگی کے غلو میں مبتلا ہیں۔ اور نادانستہ شعوری طور پر سہی عملاً خود ختمِ نبوت کے منکر ہو رہے ہیں کہ غیر معصوم کو معصوم کے درجہ پر رکھے ہوئے ہیں۔

آج سے ۳۰، ۳۱ سال پیشتر تحریک خلافت زور شور سے اٹھی، ہر شہر، ہر قریہ میں مجلس خلافت بننے لگی۔ اور بوڑھے سے لے کر بچے تک بڑے جوش و خروش سے اللہ اکبر کے نعرے لگانے لگے۔ تو ایک بڑا اہم اور سنجیدہ مسئلہ یہ پیش ہوا تھا کہ آخر مسلمان کسے کہا جائے گا؟ اس وقت پورے غور و خوض کے بعد بڑے بڑے علماء و مفکرین امت کے مشورہ سے یہ قرار ہوا طے ہوا تھا کہ:-

"جو بھی اپنے کو مسلمان کہے اور
توحید و رسالت کا قائل ہو بس
اسے مسلمان سمجھا جائے گا۔ اور
اس کے دوسرے عقائد سے قطع نظر
کر لی جائے گی۔" [1]

ان غلط اور باطل عقائد پر بحث و جرح یقیناً چلتی خود جاری رہے گی۔ بہرحال کسی کلمہ گو کو بھی اسلام کی عام برادری سے خارج نہ کیا جائے گا۔ مجلس خلافت کے ارکن بہت سے تو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ جو زندہ ہیں۔ وہ دوسری انجمنوں میں جذب ہو گئے۔ آپ کا یہ خادم جو تحریک کے آخری زمانہ میں مدتوں مجلس مرکزی اور مجلس عاملہ دونوں کا ممبر رہا ہے مرکزی مجلس کے بعض جلسوں کی صدارت کی اور ایک دفعہ کی صوبہ خلافت کمیٹی کی برائے نام صدارت مدتوں سرانجام دی۔ اپنے کو مجلس کا مزاج شناس اگر سمجھے تو شاید بے جا نہ ہو۔ وہ اپنے اس عقیدۂ تعلیم کو دل سے محو کیسے کر دے؟ وحدت کلمہ کی یہ ضرورت جب اس وقت تھی تو موجودہ حالت تفرقہ و انتشار میں اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔

جن حضرات نے تحریک خلافت کی خاطر اخلاص نیت سے کام کر کے قربانیاں دی ہیں وہ عند اللہ ماجور ہوں گے لیکن دوسرے بھی شاید معذور ہوں جنہوں نے اپنی فہم و فراست کے مطابق اس قطع و برید و قتل و اخراج کو امت کے حق میں زہر سمجھا ہے اور انہی میں مولانا محمد علی اور شوکت علی اور خود قائد اعظم سے لے کر آپ کے صوبہ کے ظہر صاحب اور مالک صاحب شامل ہیں۔ انہیں بھی اخلاص اسلامی اور درد دلی سے متاثر سمجھ لیا جائے۔

صدق — اس عنوان کے متعلق موضوع بحث بنا کر نہ کوئی بیان کا ارادہ ہم کر رہا تھا نہ ہے اور نہ ان مسائل میں تحقیق و تدقیق و موشگافی اس کے دائرہ میں پوری آتی ہے اس لئے ایک مرتبہ یہ مفصل و توضیحی بیان دے کر سردست اس موضوع کو ختم کیا ...

(صدق ۱۲ ستمبر ۱۹۵۱ء)

---

[1] سرسید کے زمانہ میں بھی علمائے سرکار کی طرف سے یہ سوال اٹھا تھا کہ "مسلمان کسے سمجھا جائے؟" اس کا جواب بھی اس بزرگ ظریف و لطیف نے یہ دیا تھا کہ جو اپنے کو مردم شماری ...

شورش صاحب کی وفات پر خوشی منانے کا غلط الزام

غلط بات کہنا اور لکھنا بھی ناروا ہے اور غلط بات کی اشاعت کرنا اور بھی جرم ہے۔

آغا عبدالکریم شورش مدیر چٹان لاہور کی وفات کے سلسلہ میں ۱۰ر نومبر کے چٹان میں یہ سراسر خلافِ واقع بیان شائع کیا گیا ہے کہ ربوہ میں اُن کی وفات پر خوشی منائی گئی اور مسرت کا اظہار کیا گیا۔ یہ بیان بے بنیاد اور غلط ہے۔ یہ تو درست ہے کہ شورش [illegible] صاحب اپنی تحریروں کے رو سے [illegible] مخالف تھے وہ اس جماعت کے مٹانے کے متمنی تھے مگر یہ بالکل غلط ہے کہ جماعت احمدیہ شورش صاحب کی دشمن تھی یا ہے یا وہ ان کے درپئے آزار تھی۔ ہمارا مقابلہ صرف دلائل کے ذریعہ سے ہے۔

سچ یہ ہے کہ جس حالت میں شورش صاحب کی وفات ہوئی ہے وہ قابلِ افسوس ہے یوں ہمارا مسلک تو ہمیشہ سے یہ ہے کہ سے

مرا بمرگ عدو جائے شادمانی نیست کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست

حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ کا حلفیہ اعلان

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ:-

"میں سلفاً کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ مجھے کسی قوم سے دشمنی نہیں۔ ہاں جہاں تک ممکن ہے ان کے عقائد کی اصلاح چاہتا ہوں اور اگر کوئی گالیاں دے تو ہمارا شکوہ خدا کی جناب میں ہے نہ کسی اور عدالت میں اور باایں ہمہ نوعِ انسان کی ہمدردی ہمارا حق ہے۔" (سراج منیر صفحہ ۲۶)

ہم اُمید کرتے ہیں کہ ایک غلط بات پر اصرار کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول نہ لی جائے۔ اللہ مولانا وھو نعم الوکیل۔

مکتوبِ جاپان (۳)

محترم مولوی عطاء المجیب صاحب راشد ایم اے مبلغ اسلام جاپان

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جن بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے ان میں سے ایک عظیم نعمت عقل و خرد اور انسانی فراست ہے۔ اسی خداداد عقل سے استفادہ کرتے ہوئے انسان نے محیر العقول کارنامے سرانجام دیئے ہیں اور اپنی اس عارضی زندگی کو آرام دہ اور بہتر سے بہتر بنانے کے لئے بے شمار دنیاوی سامان اور وسائل ایجاد کئے ہیں۔ ایجادات کے میدان میں یہ انسانی ترقی قابلِ تعریف بھی ہے اور سبق آموز بھی کہ جس طرح انسان اپنی اس دنیا کی زندگی کی بہتری کی خاطر نت نئی ایجادات وضع کرتا ہے اور ان سے استفادہ کرتا ہے اسی طرح بلکہ اس سے بہت بڑھ کر آخرت کی ابدی حیات کے بہتر بنانے کی فکر بھی ہمیشہ اس کے ذہن پر سوار رہنی چاہیئے تا یہ نہ ہو کہ اس دنیا کی زندگی تو ان سامانوں اور وسائل کی مدد سے خوشگوار اور پرلطف بن جائے لیکن جب یہ دور ختم ہونے پر اُخروی زندگی کا آغاز ہو تو اس کا دامن خیر و برکت کے ہر وسیلہ سے محروم اور خالی ہو۔ ارشاد خداوندی وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ میں یہی اصول مسلمانوں کو سمجھایا گیا ہے جو ہمیشہ ہر مومن کی زندگی کے لئے مشعلِ راہ کا حکم رکھتا ہے۔

آخری زمانہ کی جو علامات قرآن مجید میں بیان ہوئی ہیں ان میں بے شمار ایجادات کا اشارہ پایا جاتا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ گزشتہ ایک صدی میں جس قدر ایجادات ہوئی ہیں ان کی مثال انسانی تاریخ کے کسی اور دور میں ملنی محال ہے۔ ان ایجادات کی مدد سے جہاں انسانی زندگی زیادہ پرلطف اور آرام دہ بن گئی ہے وہاں نشر و اشاعت اور باہم رابطے میں بھی غیر معمولی سہولت پیدا ہو گئی ہے اور یہ بات بذاتِ خود اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس زمانہ میں دنیا کے مختلف علاقوں میں بسنے والوں کو خواہ وہ کسی براعظم میں رہتے ہوں یا دور دراز جزائر میں آباد ہوں۔ ایک دینِ واحد پر اکٹھا کرے اور انسانی نجات کے پیغام یعنی اسلام کو اس وسعت اور سرعت سے پھیلایا جائے کہ ساری دنیا اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو کر امتِ واحدہ بن جائے۔ چنانچہ جب ایجادات بڑی تیزی اور سرعت سے ہونے کا وقت آیا اسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے عین مطابق اسلام کے عالمگیر غلبہ کے قیام کے لئے بانیٔ اسلام سیدنا و مولانا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزندِ جلیل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرما دیا۔

چنانچہ جب آپ نے ساری دنیا کو مخاطب کرتے ہوئے غلبۂ اسلام کی نوید سنائی اور کرۂ ارض پر بسنے والے سب انسانوں کو دعوتِ اسلام دی تو آپ کی آواز ان ایجادات

کے ذریعہ سے جو درحقیقت خدائی تقدیر کے ایک حصّہ کے طور پر ظہور پذیر ہوئی ہیں اور ہوتی چلی جا رہی ہیں دنیا کے کونے کونے میں پہنچ گئی اور جوں جوں وقت گزرتا جا رہا ہے مسیح پاک علیہ السلام کی بعثت اور آپؑ کے مشن کا پیغام وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ وقت اب دور نہیں جب امن و سلامتی اور سکون کی متلاشی دنیا اس پیغام کو سننے اور قبول کرنے پر مجبور ہو جائے گی۔ کیونکہ اسلام سے الگ ہو کر امن و سکون کی تلاش کرنا ایک امید خام اور سعی لاحاصل ہے۔

ایجادات کا کوئی شمار نہیں اور ویسے بھی ان کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یہاں مختصراً چند ایک ایجادات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کو دیکھنے کا گزشتہ دنوں موقع ملا۔ جاپان نے صنعتی لحاظ سے بہت ترقی کی ہے اور بجلی کی مصنوعات میں تو اس ملک کا نام سرِفہرست ہے۔ یہ تینوں ایجادات جن کا میں ذکر کرنے والا ہوں بجلی سے ہی متعلق ہیں۔ ہم عام طور پر ایسے لاؤڈ سپیکر سے متعارف ہیں جس میں MIKE کو ایک تار کے ذریعہ لاؤڈ سپیکر کی اصل مشین سے جوڑ دیا جاتا ہے اسی طرح SPEAKER بھی تار کے ذریعہ اصل مشین سے منسلک ہوتا ہے گزشتہ دنوں یہاں ایسا لاؤڈ سپیکر دیکھنے کا اتفاق ہوا جس کا MIKE کسی تار کے ذریعہ اصل مشین سے منسلک نہیں ہوتا بلکہ لاسلکی نظام کی مدد سے رابطہ قائم کیا جاتا ہے۔ اس تبدیلی کی وجہ سے اس لاؤڈ سپیکر کی افادیت میں معتدبہ اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ درمیان میں تار کا واسطہ نہ ہونے کی وجہ سے MIKE کو کسی بھی جگہ پر رکھ کر یا ہاتھ میں لے کر چلتے پھرتے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ پہلی بار اس کا استعمال ایک اجلاس کے موقع پر دیکھا جبکہ تقریر کے بعد سوالات کے وقفہ میں صرف MIKE سوال کرنے والے شخص کو دے دیا جاتا تھا اور وہ اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے مقرر سے سوالات پوچھ سکتا تھا۔ وہی MIKE دست بدست تبدیل کرنے سے مختلف لوگ آسانی استعمال کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ریلوے اسٹیشن، ٹریفک پولیس اور مختلف اجتماعات کے موقع پر بھی اس کا استعمال بہت عام اور سہولت کا موجب ہے۔

ٹیلی ویژن کا استعمال اب بہت عام ہو گیا ہے اس سلسلہ میں بھی ایک نئی ایجاد دیکھنے کا موقعہ ملا۔ مشہور کمپنی TOSHIBA نے ٹیلی ویژن کے ساتھ ایک نیا آلہ ایجاد کیا ہے جو لمبائی میں چھ سات انچ اور موٹائی میں ایک ڈیڑھ انچ ہے اس آلہ میں چند بٹن لگے ہوئے ہیں جن کی مدد سے دور فاصلہ پر پڑے ہوئے ٹیلی ویژن کے CHANNEL تبدیل کر کے مختلف پروگرام دیکھے جا سکتے ہیں۔ ٹیلیویژن چلایا جا سکتا ہے۔ بند کیا جا سکتا ہے۔ اس کی آواز اونچی یا دھیمی کی جا سکتی ہے۔ اس ایجاد میں سب سے زیادہ حیرت کا پہلو یہ ہے کہ اس آلہ اور ٹیلی ویژن میں تار کے ذریعہ کوئی رابطہ نہیں ہوتا ہے اس لحاظ سے اس چھوٹے سے آلہ کو کمرے میں کسی بھی جگہ حرکت دی جا سکتی ہے اور ٹیلی ویژن سیٹ کے قریب جائے بغیر اس آلہ کی مدد سے پورا کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ ایجاد کا کمال اپنی جگہ پر لیکن یہ آلہ اس ترقی یافتہ دور کے انسان کی آرام پسندی کا بھی ایک نادر نمونہ ہے

ٹیلی فون کا استعمال بہت عام اور سہولت کا موجب ہے اس ایجاد کی مدد سے ہزاروں میل کے فاصلہ سے اور سمندر

ہمارے علاقوں سے بھی رابطہ اور گفتگو ممکن ہو گئی ہے۔ اس ایجاد کی ایک ترقی یافتہ شکل وہ ہے جس کی مدد سے چلتی ہوئی موٹر سے یا سمندر میں چلنے والے بحری جہاز سے یا تیز رفتار سے چلتی ہوئی ریل گاڑی سے اس ملک یا قریبی علاقوں سے گفتگو ہو سکتی ہے چنانچہ جاپان کی شہرۂ آفاق تیز رفتار گاڑی SHINKANSEN جس کو اس کی برق رفتاری کی وجہ سے BULLET TRAIN کہا جاتا ہے۔ سے جاپان کے کسی بھی علاقہ میں فون کیا جا سکتا ہے اس سے بھی بڑھ کر ایک اور جدید قسم کا ٹیلی فون دیکھنے کا موقع ملا یہ اتنا چھوٹا ہے کہ جیب میں ڈال کر کسی [illegible] بلکہ آسانی اٹھا کر لے جایا جا سکتا ہے اس فون کا [illegible] اسی طرح ہوتا ہے کہ متعلقہ محکمہ کی طرف سے عام فون کی طرح اس کا بھی ایک نمبر مقرر کیا جاتا ہے لیکن یہ فون صرف ایک چھوٹی سی ڈبیہ کی شکل میں ہوتا ہے۔ اس فون کا بنیادی مقصد دو یا تین افراد خواہ وہ کسی جگہ ہوں باہم رابطہ کی سہولت مہیا کرنا ہے۔ ان دو تین افراد میں سے جب کوئی اس نمبر والے شخص سے بات کرنا چاہے اور اس نمبر پر فون کرے تو اس فون میں سے جو ڈبیہ کی صورت میں ہوتا ہے ایک خاص قسم کی آواز آنے لگتی ہے جس سے وہ شخص یہ معلوم کر لیتا ہے کہ ان معین دو تین افراد میں سے کوئی اس سے بات کرنا چاہتا ہے چنانچہ وہ قریبی فون سے ان سے رابطہ قائم کر لیتا ہے اور اس طرح اس شخص کا جس کے پاس اس قسم کا فون ہے خواہ وہ کسی جگہ ہو یا کسی کام میں مصروف ہو۔ اپنے ساتھیوں سے رابطہ رہتا ہے اور اس کے ساتھی بھی [illegible] سے ہر وقت بات کرنے کی سہولت حاصل کر لیتے ہیں۔ [illegible] کا کام [illegible] رکھنے کے لئے

خاص طور پر بہت مفید رہتا ہے۔

ایک دنیاوی انسان کی نظر ان ایجادات کو انسانی دماغ کی اختراع اور اس کی عقلِ رسا کا نتیجہ خیال کرتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سب ایجادات اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم کا نتیجہ ہیں جس نے انسان بنایا۔ اسے زندگی عطا کی عقلِ سلیم سے نوازا اور غور و فکر کی صلاحیت سے مالا مال کیا۔ یہ سب باتیں میسر نہ ہوں تو کسی ایجاد کا تصور بھی خارج از امکان ہو جاتا ہے پس ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ذات ہی [illegible] اور حمد کی سزاوار ہے جو ہر خیر و برکت اور [illegible] کا حقیقی سرچشمہ ہے۔

اخبارات تبلیغِ اسلام کا نہایت مفید ذریعہ ہیں

ایک حالیہ جائزہ کے مطابق جاپان اور سویڈن کے لوگوں میں اخبارات کے مطالعہ کا رجحان دنیا کے باقی سب ممالک کی نسبت زیادہ ہے یہاں ہر دو افراد کے لئے ایک اخبار شائع ہوتا ہے اس جائزہ کی روشنی میں جاپان میں تبلیغ اسلام کے لئے اخبارات سے استفادہ کی اہمیت اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس ذریعہ سے استفادہ کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مثلاً ۱۱ اپریل ۱۹۷۵ء کو جاپان کے مشہور ترین اخبار THE JAPAN TIMES میں ایک شخص کا خط شائع ہوا جس میں اس نے کہا تھا کہ وہ خدا پر کامل یقین رکھتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کی زندگی مختلف پریشانیوں اور مشکلات سے گھری ہوئی ہے معلوم ایسا کیوں ہے؟ نیز یہ سوال اٹھایا کہ کیا خدا پر یقین رکھنے والے زیادہ خوش ہوتے ہیں یا خدا پر یقین نہ رکھنے والے؟ [illegible] اس خط کے جواب میں ایک خط لکھ کر اس اخبار کو بھجوایا جب

BELIEF IN GOD [illegible]

* نسبت بہت زیادہ خوش اور مطمئن ہوتے ہیں لیکن اس خوشی کا پیمانہ دنیاوی مال و دولت یا سامان زندگی نہیں بلکہ قلبی سکون اور روحانی تسکین ہے جو صرف اور صرف خدا تعالیٰ پر یقین کامل کے ذریعہ ہی نصیب ہوتی ہے۔ مزید برآں یہ بھی بتایا کہ اگر کسی مومن بندہ کو کبھی کسی مشکل کا سامنا بھی کرنا پڑے تو بسا اوقات یہ ایک امتحان کی صورت میں ہوتا ہے جس میں ثابت قدم رہنے والوں کو عظیم انعامات کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اس خط میں خاکسار نے یہ بھی بتایا کہ مامور زمانہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مسئلہ کی وضاحت فرمائی ہے چنانچہ حضور علیہ السلام کی مبارک تحریر سے دو حوالے بھی خط میں شامل کئے جو اسی طرح شائع ہوئے ہیں۔

اسی طرح جاپان کے ایک اور انگریزی اخبار MAINICHI DAILY NEWS میں ۱۷ ستمبر ۱۹۷۵ء کو ایک مضمون شائع ہوا جس میں روس کے ایک علاقہ DAGESTAN میں رہنے والے مسلمانوں کے بارہ میں کوائف درج تھے۔ وہاں کے مسلمانوں کی عملی بدحالی کا ذکر بھی کیا گیا تھا۔ نیز یہ بھی ذکر تھا کہ اس علاقہ کی عورتوں کو اسلام کی نافذ کردہ قدیمی غلامی سے اب نجات مل گئی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان کوائف کی وجہ سے مضمون کا عنوان بھی یہ رکھا گیا تھا SOVEIT DAGESTAN— SHRINKING IMAGE OF ALLAH خاکسار نے فوری طور پر اس اخبار میں اشاعت کے لئے ایک خط لکھ کر بھجوایا جو ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۵ء کے اخبار میں شائع ہوا۔ اس خط میں میں نے اس امر کی وضاحت کی کہ اسلام کی طرف عورتوں کو غلام بنانے کا الزام منسوب کرنا سراسر زیادتی ہے۔ اسلام تو وہ مذہب ہے جس نے عورتوں کو ازمنہ قدیمہ کی غلامی سے پہلی بار نجات دلا کر ان کو معاشرہ انسانی میں ایک باعزت مقام دیا اور ان کے اصلی حقوق کا تحفظ کیا ہے۔ مضمون کے عنوان کے بارہ میں یہ کہا کہ اگر کسی خطہ ارض یا شہر DAGESTAN میں مسلمان عملی بدحالی کا شکار ہیں تو اس کو SHRINKING IMAGE OF ALLAH کے لفظوں سے تعبیر کرنا ہرگز درست نہیں کیونکہ اسلام جو ایک عالمگیر مذہب ہے بحیثیت مجموعی ترقی پذیر ہے۔ اس موقع پر یہ بھی بتایا کہ ہمارے اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو پھر سے [illegible] اعلام احمد قادیانی [illegible] اور آپ کی [illegible] احمدیہ دنیا بھر میں تبلیغ اسلام کے لئے سرگرم عمل ہے۔ اس جماعت کی کوششوں کے نتیجہ میں اسلام ترقی حاصل کر رہا ہے۔ اپنے خط کے آخر میں خاکسار نے یہ بھی بتایا کہ خدا کے اس مامور نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر یہ پیشگوئی بھی فرمائی ہے کہ روس میں (جس کا مضمون میں ذکر ہے) میرے ماننے والوں کی تعداد ریت کے ذروں سے بھی بڑھ جائے گی۔ میرے خط کا آخری فقرہ یہ تھا کہ "یہ بات آج بے شک عجیب نظر آتی ہے لیکن یہ خدائے قادر و توانا کا دیا ہوا وعدہ اور اس کا کلام ہے جو ایک دن ضرور پورا ہو کر رہے گا (انشاء اللہ تعالیٰ)"

اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس کی دی ہوئی توفیق سے جاپان میں بھی حق و صداقت کی منادی کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اسے قبول فرماتے ہوئے نیک نتائج پیدا فرمائے۔ آمین!

حاصلِ مطالعہ

(۱) "گویا کہ میں نبی ہوں......"

کتاب "اہل قلم کی شوخیاں" مرتبہ عطش درانی میں روایت ہے کہ:

"انجمن حمایتِ اسلام کے مشاعرے میں ملک کے نامور شعراء جمع تھے ان دنوں مولانا حالی بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو گئے تھے اور اقبال ابھی نوجوان شعراء میں شمار ہوتے تھے جب مولانا حالی کی باری آئی تو انہوں نے اپنا کلام والا کاغذ پاس بیٹھے ہوئے علامہ صاحب کو پکڑا دیا علامہ اقبال اٹھے اور حاضرین پر ایک نظر ڈالی کر گویا ہوئے ۔ ؎

"گویا کہ میں نبی ہوں......"

لوگ اس غیر متوقع مصرع پر حیران رہ گئے۔ ابھی وہ بات کی نوعیت بھی سمجھ نہ پائے تھے کہ آپ نے پھر وہی الفاظ دہرائے اب تو حاضرین میں کھلبلی مچ گئی۔ آہستہ آہستہ ان کی کھسر پھسر نے واضح رنگ اختیار کر لیا۔ لوگ اس زمانے میں نبوت کا [illegible] والوں کو آسانی سے ہضم نہ کرتے تھے۔ اس سے پیشتر کہ لوگ آپ کے دعویٰ نبوت کو جھٹلاتے اور آپ کے خلاف کوئی عملی کارروائی کرتے آپ نے فرمایا ۔

"گویا کہ میں نبی ہوں اشعار کے خدا کا
قرآن بن کے اترا مجھ پر کلام حالی"

(اہل قلم کی شوخیاں ۔ مرتبہ عطش درانی صفحہ ۵۵ ۔ مطبوعہ میری لائبریری)

(مرسلہ: قاضی محمد اسحاق بسمل مقامی)

(۲) مولانا ابو الکلام آزاد کا مکتوب

انعام اللہ خان بلوچستان نے مولانا ابو الکلام آزاد سے مطالبہ کیا کہ آپ نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ کی وفات کے سلسلہ میں ان کی تعریف میں شذرہ (مندرجہ اخبار وکیل امرتسر) لکھا تھا سے واپس لیں۔ نیز حیاتِ مسیحؑ پر کتاب لکھیں کیونکہ آپ کو وفاتِ مسیحؑ کا معتقد مشہور کیا جاتا ہے اس کے جواب میں مولانا ابو الکلام آزاد نے جو دو لفظی جواب دیا وہ یہ تھا کہ:-

"وفاتِ مسیحؑ کا ذکر خود قرآن میں ہے مرزا صاحب کی تعریف یا برائی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لئے کہ:-
؎ تو برا ہے تو بھلا ہو نہیں سکتا اے ذوق
[illegible] تجھ کو برا جانتا ہے"

[illegible] [illegible]

مرتبہ محمد اجمل خان)

(مرسلہ: دوست محمد [illegible])

(۳) اسلام کی دنیا میں مظلومیت

روزنامہ مشرق لاہور نے لکھا ہے:۔

"علامہ اقبال محض اس وجہ سے اسلام کو دنیا میں سب سے زیادہ مظلوم شمار کرتے تھے کہ اپنے رب کی کھلی نافرمانیاں کرنے والا ہر سیاہ کار اسلام کا نام لے کر اسے رسوا کرتا ہے۔ ہمارے ہاں نام نہاد اسلام پسندوں کی ایک فوج ظفر موج تو پہلے سے موجود ہے جو اپنے پست سیاسی مقاصد کے لئے اسلام کی کھلے بندوں تجارت کرتے ہیں۔"

(روزنامہ مشرق ۱۲ اکتوبر ۷۵ء)

(۴) موجودہ صدی میں زلزلے

روزنامہ مشرق لاہور لکھتا ہے:۔

"موجودہ صدی میں دنیا کے مختلف علاقوں میں چھوٹے بڑے زلزلے آئے ہیں ان میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد مجموعی طور سے کئی کروڑ تک جا پہنچتی ہے۔ ان میں قابل ذکر زلزلے میں جو جنوبی امریکہ کے ملکوں چلی، پیرو، وینزویلا اور برازیل پھر ایران، ترکی اور یوگوسلاویہ میں آئے۔ ان کے علاوہ انڈونیشیا، ہندوستان، پاکستان، مراکش، جاپان کے حالیہ زلزلے بھی بہت مشہور اور تباہ کن تھے۔ جاوا میں ۱۹۰۲ء میں جو زلزلہ آیا اس میں تقریباً تیس ہزار افراد ہلاک ہوئے۔ ۱۹۱۲ء میں چین کے وسطی علاقوں میں زلزلے سے بھی تقریباً تیس ہزار افراد ہلاک ہوئے۔ کوئٹہ کا ۱۹۳۵ء کا زلزلہ نہایت المناک اور قیامت خیز تھا جس میں پورا شہر کوئٹہ ملبے کا ڈھیر بن گیا تھا۔ ۱۹۳۴ء میں ہندوستان کے صوبہ بہار میں قیامت خیز زلزلہ آیا تھا جس سے بھی ۵ ہزار سے زائد افراد ہلاک ہوئے۔ پاکستان میں گزشتہ سال شمالی سوات کے علاقے ہاشام میں ہولناک زلزلے کی یادیں ابھی تک تازہ ہیں جہاں ہزاروں افراد جاں بحق ہوئے اسی طرح گزشتہ سال چلی میں بھی سخت زلزلہ آیا تھا جس میں ہزاروں افراد ہلاک ہوئے ایران، ترکی، یوگوسلاویہ اور یونان میں بھی اس صدی کے دوران کئی بار قیامت خیز زلزلے آئے جن میں بے تحاشا تباہی ہوئی۔ اموات کے علاوہ ایسے زلزلوں سے بے دست مالی نقصانات بھی ہوتے ہیں۔ کروڑوں کی املاک، سڑکیں، ریل اور مواصلات کا نظام تباہ ہو جاتا ہے۔"

(مشرق لاہور ۱۲ اکتوبر ۷۵ء آخری صفحہ)

(۵) ہمارا قول بے ثمر کیوں ہے؟

روزنامہ نوائے وقت لکھتا ہے:۔

"یہاں دن رات اسلامی افکار کی تبلیغ ہوتی ہے نئے نئے مفکر اور نئے ادارے افکار پھیلانے میں سرگرم ہیں مگر ابھی تک ان افکار سے عمل کا

مطلوبہ پھل پیدا نہیں ہوا۔ باتیں ہم بہت
اونچی کرتے ہیں لیکن جب عمل کا وقت آتا
ہے تو سب کچھ بھول جاتے ہیں اور معمولی ذاتی
مفادات کے لئے اصولوں کو پس پشت ڈال
دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہماری باتوں اور ہمارے
عمل میں فاصلہ بڑھتا جاتا ہے۔ اب ضرورت
کانٹا بدلنے اور افکار کو عمل کی پٹڑی پر لانے
کی ہے۔"

(نوائے وقت لاہور ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۵ء ادارتی نوٹ)

(۹) ولندیزی اور برطانوی راج کا موازنہ

مشہور کتاب داستانِ پاکستان کے مؤلف لکھتے ہیں کہ:-

"ظالم ڈچ حکومت نے انڈونیشیا کے زمردی جزائر کو جس بے دردی سے لوٹا کھسوٹا اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ ولندیزیوں کے مقابلہ میں **برطانوی راج ایک بہتر قسم کی حکومت تھی** کہ انگریز اپنے غلاموں کو تعلیم دیتے تھے (اگرچہ اپنے مقاصد کے لئے) انتظامیہ عدلیہ مقننہ میں حصہ تو لینے دیتے تھے ملکی ڈچ حکومت نے تین سو سال کے قریب انڈونیشیا میں یونیورسٹی تو کیا کالج تک نہیں بنایا۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے ہالینڈ جانا ضروری تھا اور وہاں بھی آپ صرف ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کر سکتے تھے۔ پولیٹیکل سائنس۔ وکالت۔ اقتصادیات وغیرہ کی تعلیم کے دروازے آپ پر سختی سے بند تھے"

(۷) عرب شہزادے نے جوا خانہ میں چھ کروڑ روپے ہار دیے

"پچھلے ۱۹۵۰ء کے وسط میں انٹرنیشنل بار ایسوسی ایشن (بین الاقوامی انجمن وکلاء) کا اجلاس مونٹی کارلو میں منعقد ہوا۔ یہ اس چھوٹی سی ریاست مناکو کا صدر مقام ہے جو دنیا میں ایک عجوبہ ہے۔ بہر صورت اس کی مشہوری یہ ہے کہ مونٹی کارلو میں دنیا کا سب سے بڑا جوا خانہ ہے جسے اہل فرنگ اپنی اصطلاح میں (نقل کفر کفر نہ باشد۔ نعوذ باللہ) جواریوں کا مکہ کہتے ہیں۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ دنیا بھر کے بڑے بڑے جواری یہاں آکر قسمت آزمائی کرتے ہیں سینکڑوں برباد ہوتے ہیں۔ ہم نے اکثر چہروں پر نحوست چھائی ہوئی دیکھی ہے کچھ اپنے نقصان کے متحمل ہو سکتے ہیں اور کچھ راتوں رات امیر کبیر بن جاتے ہیں۔ ابھی چند ماہ کی بات ہے کہ ایک عرب شہزادے نے اس جوا خانہ میں چھ کروڑ روپیہ ایک رات میں ہارا لیکن تیل کی دولت نے ماتھے پر شکن نہ آنے دی CASINO جوا خانہ کے عین سامنے (سڑک کے دوسری طرف) ہوٹل ڈی پیرس (HOTEL DE PARIS) ہے جہاں دنیا کے امیر ترین لوگ۔ بادشاہ یا مشہور ہستیاں قیام کرتی ہیں۔"

(داستان پاکستان صفحہ ۹۹)

(مرسلہ: حکیم عبدالحمید گوجرانوالہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ

کا :

ایمان افروز خطبہ جمعہ کوپن ہیگن (ڈنمارک) میں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ ۵؍اگست ۷۵ء کو برغرض تشخیص و علاج لندن تشریف لے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور خیر و عافیت اور صحت کے ساتھ سفر ختم ۔۔۔ ۲۹؍اکتوبر ۷۵ء کو ربوہ واپس تشریف لائے الحمد للہ!

حضور نے اس عرصہ میں صحت یاب ہونے کے بعد گوٹن برگ (سویڈن) میں سب سے پہلی مسلم احمدیہ مسجد کی بنیاد رکھی۔

مورخہ ۳؍اکتوبر ۷۵ء کو حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے کوپن ہیگن (ڈنمارک) کی احمدیہ مسجد میں خطبہ جمعہ دیا۔ الفضل کے نامہ نگار خصوصی جناب مسعود احمد خان دہلوی نے جو حضور کے ہمراہ تھے اس خطبہ کا خلاصہ تحریر فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں :-

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا :-

جب سے اس دنیا میں انبیاء علیہم السلام کی بعثت شروع ہوئی۔ دو قسم کے انبیاء آتے رہے ہیں۔ ایک وہ جو صاحب شریعت اور صاحب حکم ہوا کرتے تھے اور ایک وہ جو کسی شریعت کے تابع ہو کر آتے تھے اور جو بدعات پہلے سے نازل شدہ دین میں پھیلی ہوئی ہوتی تھیں۔ انہیں دور کر کے دین کو اس کی اصلی اور خالص شکل میں از سر نو پیش کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں انبیاء بنی اسرائیل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے :

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَ
نُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ

اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا"

(المائدۃ - آیت ۴۵)

اس آیت سے ظاہر ہے کہ تورات بطور شریعت کے نازل تو موسیٰ علیہ السلام پر ہوئی تھی لیکن بعد میں ایسے انبیاء آئے جو خود بھی اس شریعت پر عمل کرتے رہے اور دوسروں سے بھی اس پر عمل کراتے رہے۔ یَحْکُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ کا یہی مطلب ہے۔

حضور نے دونوں قسم کے انبیاء کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔ یہ فرق تو انبیاء علیہم السلام کے درمیان اصولی طور پر پایا جاتا ہے لیکن یہ حقیقت بھی اپنی جگہ قائم ہے کہ ہیں سب ایک جیسے۔ مثال کے طور پر اصولی اختلاف کے باوجود دونوں میں پائی جانے والی یکسانیت اس امر سے بھی ظاہر ہے کہ دونوں قسم کے انبیاء کی مخالفت ہوئی اور اس قدر شدید مخالفت ہوئی کہ اپنے مشن میں ان کی کامیابی ناممکن نظر آنے لگی۔ انبیاء بنی اسرائیل میں سے آخری نبی شریعتِ موسوی پر عمل کرانے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ ان کی انتہائی شدید مخالفت ہوئی۔ اور انہیں شدید قسم کی تکالیف برداشت کرنا پڑیں حتیٰ کہ ان کے بعض ماننے والوں کو عرصۂ دراز تک غاروں میں زندگی بسر کرنا پڑی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے مقصد میں ناکام ہو جائیں گے لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق انہیں کامیاب کیا۔ سب سے آخر میں صاحبِ شریعت نبی خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ کو ایک [illegible]

بنی نوعِ انسان کی رہنمائی کے لئے آپ کو عطا کی گئی۔ آپؐ کی بھی انتہائی شدید مخالفت ہوئی اور آپ کو بھی اور آپؐ کے ماننے والوں کو بھی شدید تکالیف اور اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر خود امتِ محمدیہؐ میں وہ جو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مصداق تھے ان میں سے ہر ایک کی خود امتِ محمدیہ نے مخالفت کی۔ وہ بزرگ ہستیاں جنہوں نے فقہ میں امت کی رہبری کی اور جن کے لئے ہم آج بھی دعائیں کرتے ہیں جیسے امام ابو حنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام حنبلؒ وغیرہم اپنے اپنے وقت میں انہیں ہر قسم کی تکالیف پہنچائی گئیں اور بعض کو قتل بھی کیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے معاً قبل کی صدی میں نائجیریا میں حضرت عثمان بن فودیؒ آئے۔ انہوں نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ بدعات سے دین کو صاف کر کے صحیح اسلام لوگوں تک پہنچایا لیکن ہوا یہ کہ ان پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا اور ان کے خلاف تلوار اٹھائی گئی۔ انہیں اور ان کے مشن کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ اس کے باوجود وہ کامیاب ہوئے اور اسلام ان لوگوں میں اپنی اصل شکل میں قائم ہوا۔

اسی ضمن میں حضور نے مزید فرمایا:۔

آخر میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے وجود میں امام مہدی آئے۔ مہدیؑ کے متعلق قرآن میں پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مہدیؑ کو آپؐ کا سلام پہنچانے [illegible]

پاؤ اس کے ساتھ شامل ہو جاؤ کیونکہ اسلام اس کے ذریعہ سے دنیا میں فتحیاب ہوگا اور غالب آئے گا۔ چونکہ امتِ محمدیہؐ میں مہدی علیہ السلام سے بڑھ کر اور کوئی پیدا نہیں ہوا اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس قدر پیار اور آپؐ کے لئے خدمت و فدائیت کا جو جذبہ مہدی علیہ السلام میں نظر آتا ہے وہ کسی اور میں نظر نہیں آتا اور اسی لئے ضروری تھا کہ امتِ محمدیہؐ میں ظاہر ہونے والے بزرگوں کی جس قدر مخالفت کی گئی تھی اس سے بڑھ کر مخالفت مہدی علیہ السلام کی کی جاتی۔ پس مخالفت تو ہوگی اور ضرور ہوگی لیکن اس کے باوجود ہمیں یہ امر فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ یہی وہ زمانہ ہے جس میں محبت کے ساتھ، پیار کے ساتھ اور غایت درجہ ہمدردی اور غمخواری کے ساتھ [illegible] نے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ترین رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نوعِ انسان کے دل جیتنے ہیں۔

اس امر کی مزید وضاحت کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:۔

یہ پندرہ سال جن کے اوائل میں سے ہم گزر رہے ہیں میرے اندازے کے مطابق غلبۂ اسلام کی مہم کے لئے تیاری کے سال ہیں [illegible] میں پندرہ سال ہو گئے ہیں [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی سے مشابہت رکھتے ہیں۔ مکی زندگی میں مسلمانوں اور اسلام کی مخالفت آہستہ آہستہ بڑھتی ہی چلی گئی تھی جو لوگ اس دور میں خدائے واحد پر ایمان لاتے تھے اور جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا انہیں پے در پے تکالیف پہنچائی گئی تھیں اور ان کی شدت میں اضافہ ہوتا چلا گیا تھا۔

اسی طرح میرے خیال میں اگلے پندرہ سال میں جو [illegible] صدی کے اختتام کا زمانہ ہے دنیا ہمیں [illegible] پہنچانے اور مٹانے کی کوشش کرے گی لیکن جس طرح مکہ کے ابتدائی مسلمانوں نے بشاشت کے ساتھ تکالیف برداشت کی تھیں حتیٰ کہ ان کے ننگے جسموں کو پتھروں پر گھسیٹا گیا تھا شعب ابی طالب میں محصور کرکے بھوکا اور پیاسا رہنے پر مجبور کیا گیا تھا پھر بھی صحابہؓ نے بشاشت کے ساتھ ان تکالیف کو برداشت کیا تھا اسی طرح ہنستے اور مسکراتے ہوئے [illegible] ساتھ ہمیں بھی تکالیف برداشت کرنا پڑیں گی۔ جب مکہ میں حق پرستوں کے سینوں پر گرم پتھر رکھے جاتے تھے اور [illegible] پر بھی آگ کی تپتے پتھر ہوتے تھے اس حالت میں بھی ان کے منہ سے یہی آواز نکلتی کہ اَللّٰہُ اَحَد کہ اللہ ایک ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اس یقین سے پُر تھے کہ فی الحقیقت خدا ہے۔ وہ اس یقین سے پُر تھے کہ خدا ساری طاقتوں کا مالک ہے۔ وہ اس یقین سے پُر تھے کہ محمدؐ اپنے دعوے میں صادق ہیں اور خدا کے سچے رسول ہیں۔ وہ اس یقین سے پُر تھے کہ اسلام بہرحال غالب [illegible] وہ [illegible] رحمتوں کے وارث بنیں گے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ مہدی پر ایمان لانے والوں کو صحابہؓ کے سے انعام ملیں گے لیکن انہیں صحابہؓ کی سی تکالیف بھی برداشت کرنا پڑیں گی [illegible] اس یقین سے لبریز [illegible] کہ جو بشارتیں چودہ سو سال سے اس وقت تک دی گئی ہیں اور جو خبریں بطور بشارت حضرت مہدی علیہ السلام کو ملی ہیں وہ ضرور پوری ہونگی

حضور ایدہ اللہ نے مزید فرمایا:۔

ہماری جماعتی زندگی پر ۸۰ سال گزر چکے ہیں جس طرح بتایا گیا تھا جماعت احمدیہ کی زندگی اسی طرح ہمیشہ ہوئی ہے۔ میں دو مثالیں بیان کر دیتا ہوں ان میں سے ایک پوری ہو چکی ہے اور دوسری کے پورا ہونے میں بھی کوئی شک نہیں ہے۔ پہلی مثال یہ ہے کہ جب روس میں لینن اور اس کے ساتھیوں نے سر جوڑ کر انقلاب روس کا منصوبہ بنایا اس سے دو عشرے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا کہ ؎

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

یہ بھی پیشگوئی ہے اور یہ اس کا صرف ایک حصہ ہے جس میں زار روس اور اس کے اقتدار کے خاتمہ کی خبر دی گئی تھی۔ ایک دفعہ ایک روسی سائنسدان پاکستان آیا۔ ہم نے اسے دعوت دے کر ربوہ بلایا۔ جب وہ ربوہ آیا تو میں نے اس سے کہا جب تمہارے لیڈر لینن کو ابھی پتہ بھی نہ تھا ہمیں معلوم تھا کہ تمہارے ملک میں کیا ہونے والا ہے۔ میں نے اور بھی پیشگوئیاں اُسے بتائیں۔ وہ سن کر بہت حیران ہوا اور اس نے بڑے تعجب کا اظہار کیا۔ الغرض یہ ایک زبردست پیشگوئی تھی جو پوری ہوئی اور ہم نے اسے پورا ہوتے دیکھا اس سے بھی زیادہ ایک عظیم پیشگوئی ہے جو ابھی پوری ہونی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں نے رؤیا میں روس کے اندر ریت کے ذروں کی طرح احمدی دیکھے ہیں۔ جو پیشگوئیاں پوری ہو جاتی ہیں وہ دلوں میں یہ یقین پیدا کر جاتی ہیں کہ جو مزید بشارتیں یا خبریں دی گئی ہیں وہ بھی اپنے وقت پر ضرور پوری ہوں گی۔

حضور نے فرمایا:۔

یہ تو ایک مثال ہے جو میں نے بیان کی ہے ورنہ پچھلے ۸۰ سال میں ہم نے بے شمار بشارتوں کو پورا ہوتے دیکھا ہے۔ اس لئے ہر احمدی کا دل اس یقین سے لبریز ہونا چاہیئے کہ وہ تمام بشارتیں جو ہمیں دی گئی ہیں وہ اپنے اپنے وقت پر ضرور پوری ہوں گی اور اسلام بہر حال دنیا میں غالب آئے گا۔ ان کے پورا ہونے میں شک کا سوال ہی پیدا نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ اسلام اس زمانہ میں اپنے نور، اپنے دلائل، اپنے نشانوں کے ذریعے پیار اور محبت کے ساتھ بنی نوع انسان کے دل جیت لے گا۔ ہم اس یقین پر قائم ہیں کہ ایسا ہوگا اور ضرور ہوگا۔ دنیا کا کوئی منصوبہ، کوئی دکھ اور کوئی مصیبت ہمیں یقین کے اس مقام سے ہٹا نہیں سکتی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی ہم سے پیار کرتا رہے اور اپنی رحمتوں سے ہمیں نوازتا رہے اور ایسے اعمال بجا لانے کی ہمیں توفیق دیتا رہے جس سے اس کی رضا کی جنتیں ہمیں حاصل ہوں۔

حضور ایدہ اللہ کا یہ پُر معارف اور بصیرت افروز خطبہ نصف گھنٹے تک جاری رہا۔ خطبہ کے بعد حضور نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔"

(الفضل ۔ ۲۹ اکتوبر ۷۵ء)

الفرقان کے لئے نئے خریدار

بنائیے! شکریہ!

خیر مقدمی نظم

بتقریب مراجعت باسعادت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ

مرحبا آقائے ما اے ناصرِ دینِ متیں

شکر للہ ہو گیا ہے جلوہ گر ماہِ مبیں — مضطرب جس کی زیارت کے لئے تھے مخلصیں
دیکھ کر گردوں پہ اُس کی اِک جھلک اے ہمنشیں — والہانہ طور پر کہنے لگے سب مومنیں

مرحبا آقائے ما اے ناصرِ دینِ متیں

جس کے قدموں سے ہے وابستہ بہارِ جاوداں — سینۂ صافی میں ہے قرآں کا بحرِ بیکراں
مرجعِ شاہ و گدا ہے آج جس کا آستاں — جا پہنچتی ہیں دعائیں جس کی تا عرشِ بریں

مرحبا آقائے ما اے ناصرِ دینِ متیں

مصطفےٰ کے نور کو ہیں آپ پھیلاتے رہے — مضطرب روحوں کو ہیں تسکین پہنچاتے رہے
آپ کی محفل میں جو خوش بخت ہیں آتے رہے — لے کے وہ جاتے رہے ہیں نورِ ایمان و یقیں

مرحبا آقائے ما اے ناصرِ دینِ متیں

چشمۂ توحید سے شاداب یورپ کو کیا — اور اِک اللہ کا گھر اہلِ مغرب کو دیا
نعرۂ تکبیر سے گونجی سویڈن کی فضا — دستِ ناصر سے مشرف جب ہوئی اُس کی زمیں

مرحبا آقائے ما اے ناصرِ دینِ متیں

آپ کو حاصل ہے یہ حق تعالیٰ کی عطا — کام والی زندگی اور کامل و اکمل شفا
آپ کی محفل میں جو رہتے ہیں یوں محوِ دعا — آپ کا شبیر بھی ہے اِک غلامِ کمتریں

مرحبا آقائے ما اے ناصرِ دینِ متیں

محترم جناب چوہدری شبیر احمد صاحب واقفِ زندگی

اہم سوالات کے جواب

دوسری قسط

احمدیوں کے عقائد کے قرآنی دلائل

سوال نمبر (۴)

"احمدی لوگ جو امتیازی عقائد رکھتے ہیں یعنی وفاتِ مسیح، عدمِ رجوعِ موتیٰ، عدمِ نسخ فی القرآن، فیضانِ محمدی کا امتِ محمدیہ کے لئے مکمل صورت میں جاری ہونا۔ کیا ان عقائد کے ثبوت کے لئے احمدیوں کے پاس قرآن مجید سے کچھ دلائل موجود ہیں؟ اگر ہیں تو ان کا نمونہ پیش کریں۔"

الجواب

اگر بنظرِ تدبر دیکھا جائے تو ہستی باری تعالیٰ سے لے کر ایمان بالیوم الآخر تک کے جملہ عقائد میں احمدیوں کو ایک امتیاز حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ پر جملہ مسلمان فرقے بھی ایمان لاتے ہیں لیکن جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی وحدت اور اس کے زندہ اور متکلم ہونے پر احمدی ایمان لاتے ہیں وہ انہی کا حصہ ہے۔ پھر جس طرح فرشتوں کی معصومیت اور ان کے افعال و اعمال مثلاً مکالمہ الٰہیہ کے نیک لوگوں تک پہنچانے پر احمدی ایمان رکھتے ہیں ایسا ایمان دوسرے فرقوں میں نہیں ہے۔ تفسیروں میں ہاروت و ماروت کے قصہ کو جو رنگ دیا گیا ہے وہ فرشتوں کے مقام کو گرا دیتا ہے پھر اللہ کے نبیوں پر ان کے کلام الٰہی لانے کا تو عام مسلمان عملاً انکار کر دیتے ہیں۔ یہی حال دوسرے ان عقائد کا ہے جن پر ایمان لانے کے سب مسلمان قائل ہیں لیکن تفصیل سے اور تجزیہ کر کے دیکھا جائے تو عام ایمانیات کے بارے میں بھی احمدیوں کے عقائد بہت واضح اور نمایاں ہیں۔ باقی رہے یہ چار **امتیازی عقائد** جن کو آپ نے سوال میں ذکر فرمایا ہے ان کے ماننے میں تو احمدی **منفرد** ہیں مثلاً حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی **طبعی وفات** کا مسئلہ ہے۔ یہ جماعت احمدیہ کا امتیازی عقیدہ ہے۔ شروع شروع میں تو اس عقیدہ کی بنا پر بھی احمدیوں کو کافر قرار دیا گیا تھا اور اس عقیدہ کو خلافِ قرآن ٹھہرایا گیا تھا مگر گزشتہ نصف صدی کی جدوجہد کا یہ نتیجہ ہے کہ اب بہت سے اہلِ علم افراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح وفات یافتہ تسلیم کرتے گئے ہیں اور اسے برملا طور پر اپنا عقیدہ قرار دے رہے ہیں لیکن اب بھی بحیثیت فرقہ اور کوئی فرقہ احمدیوں کی طرح اسے اپنا عقیدہ نہیں ٹھہراتا۔ اسی طرح سے پہلے لوگ عدمِ رجوعِ موتیٰ کے عقیدہ پر بہت بدکتے تھے۔ انہوں نے بہت سے افسانے تراش رکھے تھے کہ فلاں نبی یا بزرگ نے اتنے مُردے زندہ کر دیئے تھے۔ وفات یافتہ روحوں کو عزرائیل

کی زنبیل سے رہا کر کے انہیں ان کے جسموں میں واپس لوٹا کر زندہ کر دیا تھا۔ حضرت مسیح ابن مریم کے بارے میں عیسائیوں کے عقیدہ الوہیت مسیحؑ کے غلو سے متاثر ہو کر مسلمان علماء اور مفسرین بھی کہتے اور لکھتے تھے کہ حضرت مسیحؑ نے حقیقی مردے زندہ کئے تھے اور بعض مولوی صاحبان وفات مسیحؑ کے دلائل سے عاجز آ کر کہہ دیا کرتے تھے کہ اگر وہ فوت بھی ہو گئے ہیں تو دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں واپس آ جائیں گے غرض عام مسلمانوں کو یہ بڑا مشکل مسئلہ نظر آتا تھا کہ مردے اس دنیا میں دوبارہ واپس نہیں آ سکتے۔ وہ احمدیوں کے عقیدہ عدم رجوع موتی پر بحثیں کیا کرتے تھے۔

قرآنی آیات میں ناسخ و منسوخ کے نہ ہونے کے اعلان پر بھی علماء اور عوام بہت پراگندہ ہوتے تھے اور وہ اس میں معذور تھے کیونکہ ان کے بڑے بڑے علماء تفسیروں میں لکھتے آئے تھے کہ قرآن مجید میں پانچ سو یا پچاس یا پانچ آیات منسوخ ہیں اور جس شخص کو ان کا علم نہ ہو وہ تفسیر کرنے کا اہل نہیں۔ اور جو قرآن مجید میں آیات کے منسوخ ہونے کا قائل نہیں وہ فہم قرآن سے محروم ہے۔ قرون سابقہ میں مسلمانوں کے سب فرقے نسخ فی القرآن کے قائل تھے اور بحیثیت فرقہ آج بھی سارے گروہ اس نسخ کے معتقد ہیں البتہ احمدیہ دلائل کے نتیجہ میں آج پاکستان اور دیگر ممالک میں ایک گروہ ایسے افراد کا پیدا ہو گیا ہے جو قرآنی آیات میں سے کسی آیت کو منسوخ نہیں مانتا۔ شروع شروع میں تو علماء نے احمدیوں کے اس عقیدہ کے خلاف بھی بہت اشتعال پیدا کر دیا تھا۔ اس پہلو سے یہ عقیدہ بھی احمدیوں کا امتیازی عقیدہ ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کے مکمل طور پر جاری ماننے میں بھی احمدی جماعت منفرد اور یگانہ ہے یہ الزام تو سراسر جھوٹ اور افترا ہے کہ احمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو کم کرتے ہیں یا آپؐ کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ احمدیہ عقائد کی بنیاد یہ ہے کہ توحید باری تعالیٰ کے بعد عظمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تمام عقائد تسلیم کئے جائیں گے۔

احمدیت کے قیام کے وقت مولوی لوگ عیسائی پادریوں سے مرعوب ہو کر سب قسم کی بزرگی، غیر معمولی آسمانی زندگی، احیاء اموات اور خلق طیور وغیرہ کی نسبت حضرت مسیحؑ سے کر رہے تھے اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ان فضائل سے محروم ٹھہراتے تھے اور آئندہ کے لئے مسیحؑ کی جسمانی آمد ثانی کے عقیدہ کے ذریعہ فیضانِ محمدیؐ کی نفی کر رہے تھے۔ احمدیہ عقیدہ یہ ہے کہ سرچشمہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے فیض یاب ہوا ہے اور آئندہ کے لئے آپ کی امت پر مکمل فیضانِ الٰہی کے دروازے کھلے ہیں۔ مکمل فیضانِ الٰہی سے مراد آیت کریمہ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ (النساء ع) میں مذکورہ شدہ چاروں انعامات ہیں۔ احمدیوں کے نزدیک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے انسان مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے سرفراز کیا جا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے زمرۂ صالحین، زمرۂ شہداء، زمرۂ صدیقین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب زمرۂ

انبیاء میں سے کسی ایک میں حسب درجات شامل ہو جاتا ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صالحین، غلام شہیدوں، غلام صدیقوں اور غلام نبیوں میں شامل ہو سکتا ہے۔ احمدیوں کے نزدیک مکمل فیضانِ محمدی کے یہ معنے ہیں اور وہ اسے امتِ محمدیہ کے لئے جاری یقین کرتے ہیں۔ یہ بھی احمدیوں کا امتیازی عقیدہ ہے۔ باقی مسلمان فرقوں میں سے آج کے زمانہ میں کوئی ایسا نہیں جو **مکمل فیضانِ محمدیؐ** کو جاری مانتا ہو۔ عام علماء تو رؤیا و کشوف اور الہام کے جاری ہونے کے بھی قائل نہیں ان کے نزدیک سچی خوابیں بھی گزشتہ زمانوں کی ایک خواب ہیں۔ آج وہ بھی موجود نہیں۔ وحی اور امتی نبوت کے جاری ہونے کے خیال کو تو وہ سراسر کفر قرار دیتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ احمدیوں کے یہ چار امتیازی عقائد ہیں۔ باقی رہا آپ کا یہ سوال کہ کیا احمدیوں کے پاس ان عقائد کے لئے قرآنی دلائل بھی موجود ہیں؟ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ احمدیوں کے نزدیک عقیدہ وہی درست ہے جس کی بنیاد قرآن مجید پر ہو۔ قرآن مجید ہی اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو قطعی اور یقینی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور بغیر کسی قسم کی تبدیل و تحریف کے محفوظ ہے اور تا قیامت محفوظ رہے گا۔ اس لئے عقیدہ کی صحت اور حقانیت کا اصل معیار صرف قرآن مجید ہے اور ہم احمدیوں کا عقیدہ ہے کہ ہمارے سب عقائد کی بنیاد قرآن مجید پر ہے اور ہم ہر میدان میں اپنے عقائد کی صحت کو قرآن مجید کی روشنی میں ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ احمدیہ عقائد کی تائید میں جملہ آیات قرآنیہ کو پیش کرنے کی صورت میں تو ضخیم کتاب کی ضرورت ہے اور ان آیات کو ہمارے لٹریچر میں متفرق طور پر بیان بھی کر دیا گیا ہے۔ تاہم اس مقالہ میں ہم ہر چہار امتیازی احمدیہ عقائد کے ثبوت میں قرآن مجید کی ایک ایک آیت سے واضح استدلال درج کرتے ہیں اور یہ امر سب مسلمانوں کو مسلّم ہے کہ قرآن مجید میں کوئی تضاد اور تعارض نہیں ہے اس لئے جو عقیدہ ایک آیت سے ثابت ہو جائے گا۔ وہی سب آیاتِ قرآنیہ سے ثابت ہوگا۔ اس کے مخالف ثابت نہیں ہو سکتا۔

وفاتِ مسیحؑ پر ایک آیت:

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ میں حضرت مسیحؑ کے انجام کے بارے میں شدید اختلاف تھا دونوں گروہ جن کا حضرت مسیحؑ سے مخالفانہ یا موافق تعلق تھا صدیوں سے یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ حضرت مسیحؑ دعویٰ نبوت کے جلد بعد صلیب کے ذریعے قتل کر دیئے گئے تھے۔ یہودیوں کا دعویٰ تھا:-

"اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ" (النساء ع ۲۲)

کہ مسیح جو جھوٹے طور پر رسولِ خدا ہونے کا مدعی تھا ہم نے اسے قتل کر دیا ہے

قرآن مجید کہتا ہے کہ یہودیوں پر ان کے اس دعویٰ کی وجہ سے لعنت وارد ہو گئی کیونکہ درحقیقت یہود تو محض اس دعویٰ کے باعث حضرت مسیحؑ کو لعنتی قرار دیتے تھے وہ کہتے تھے کہ تورات میں لکھا ہے کہ جو شخص دعویٰ نبوت کرے اور کاٹھ (صلیب) پر مارا جائے وہ ملعون ہوتا ہے چونکہ ہم نے مسیحؑ کو صلیب پر مار دیا ہے اس لئے مسیحؑ

صادق نہ تھے بلکہ (معاذ اللہ) لعنتی اور کذّاب تھے

عیسائیوں نے اپنی کمزوری اور بدبختی کے باعث یہودیوں کے دعویٰ کے دونوں حصوں یعنی صلیبی موت اور لعنتی ہونے کو تسلیم کر لیا اور کفارہ کے عقیدہ کا شاخسانہ کھڑا کر دیا اور یہ حضرت مسیحؑ کی ذات پر انتہائی ظلم تھا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ تطہیر کے مطابق یہود و نصاریٰ کے دونوں دعووں کی تردید فرمائی فرمایا کہ تم غلط کہتے ہو کہ تم نے مسیحؑ کو صلیب پر قتل کر دیا تھا۔ مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وہ لوگ مسیحؑ کو مقتول یا مصلوب نہیں کر سکے۔ ان کے پاس مسیحؑ کے قتل کر دینے کا ہرگز کوئی یقینی ثبوت نہیں ہے ان کے زعم کی بنیاد شک شبہ پر ہے۔ نیز فرمایا کہ جب مسیحؑ کے لعنتی بنانے کی بناء ہی غلط قرار پا گئی تو یہ عقیدہ خود بخود غلط ٹھہر گیا فرمایا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ مسیحؑ کو تو اللہ تعالیٰ نے صلیبی موت اور لعنتی بننے سے بچا کر مرفوع الی اللہ یعنی مقرب بارگاہ ٹھہرایا گویا قرآن مجید نے سورۃ المائدہ کی ان آیات میں حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت اور ان کے لعنتی قرار دیئے جانے کو باطل ٹھہرایا اور ان کے مقتول و مصلوب ہونے کی پرزور نفی فرمائی۔ اور پھر سورۃ المائدہ کے آخری رکوع میں اس مکالمہ کو درج فرمایا۔ جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیحؑ صلیب کی موت سے تو بچ گئے مگر وہ اپنے وقت پر پہلے انبیاء کی طرح طبعی موت سے وفات پا گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے روز جب عیسائی تثلیث پرستوں کو میدان محشر میں لائیں گے وہ حضرت مسیحؑ سے پوچھیں گے کہ کیا ان لوگوں کو تین خداؤں کے ماننے کی آپ نے تعلیم دی تھی۔ حضرت مسیحؑ عرض کریں گے:۔

"سُبْحَانَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ
مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ
فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ
نَفْسِيْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ
اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۔ مَا قُلْتُ لَهُمْ
اِلَّا مَا اَمَرْتَنِيْ بِهٖ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا
مَا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ
كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَ
اَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۔"
(المائدہ ۔ ع ۱۶)

ترجمہ: اے اللہ تو پاک ہے میں وہ بات کس طرح کہہ سکتا تھا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا۔ اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو آپ کے علم میں ہوتی۔ آپ میرے دل کی باتیں بھی جانتے ہیں اور میں آپ کے دل کی بات نہیں جانتا آپ سب غیبوں کو خوب جاننے والے ہیں اے میرے رب! میں نے عیسائیوں کو وہی کہا تھا جس کے کہنے کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا یعنی یہ کہ ایک اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور میں ان پر نگران تھا کہ شرک نہ کریں جب تک میں ان میں موجود تھا اور جب آپ نے مجھے وفات دے دی تو آپ ہی ان پر نگہبان تھے اور آپ

ہر چیز پر گواہ ہیں۔

حضرت مسیحؑ کے اس جواب سے کم از کم نزولِ قرآن مجید کے وقت ان کی وفات بالبداہت ثابت ہے۔ ان کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ عیسائیوں نے تین خداؤں کا عقیدہ میری موجودگی میں اور میری زندگی میں اختیار نہیں کیا تھا۔ انہوں نے یہ عقیدہ میری وفات کے بعد اپنایا ہے۔ جب تک میں ان میں زندہ موجود رہا میں ان کو خدائے واحد کو ماننے کی تلقین کرتا رہا اور اس بارے میں ان کی نگرانی بھی کرتا رہا مگر جب میری ترقی ہو گئی یعنی فوت ہو گیا تو میں کچھ نہ کر سکتا تھا اس لئے مجھ پر کوئی الزام نہیں آتا۔

حضرت مسیحؑ نے اپنے اس جامع جواب سے اپنی الوہیت کی بھی نفی کر دی ہے اور اپنی جسمانی آسمانی زندگی کے خیال کی بھی تردید کر دی ہے وہ کہتے ہیں کہ عیسائیوں نے تثلیث کا عقیدہ میری وفات کے بعد اختیار کیا ہے میری زندگی میں اختیار نہیں کیا اور نزولِ قرآن کے وقت بلکہ اس سے بہت پہلے عیسائی تین خداؤں کو مانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ (المائدۃ-ع) اس سے ثابت ہو گیا کہ نزولِ قرآن مجید کے وقت بہرحال حضرت مسیح علیہ السلام فوت شدہ تھے۔ یہ ایک واضح آیت اور یقینی ثبوت ہے۔

عدمِ رجوعِ موتیٰ پر ایک دلیل :

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نہایت صراحت سے فرمایا کہ حقیقی مردے یعنی جن پر حقیقی موت وارد ہو گئی ہو کبھی دنیا میں واپس نہیں آتے ان کا دنیا میں دوبارہ آنا سنتِ الٰہی کے منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ روحانی مردوں کو بھی کے ذریعہ سے زندہ کرتا ہے اور بسا اوقات جن لوگوں کو شدید مرض وغیرہ کے باعث مردہ سمجھ لیا جاتا اور وہ درحقیقت مردہ نہیں ہوتے وہ بھی پھر دوا یا دعا سے اصل حالت کی طرف عود کر آتے ہیں لیکن یہ حقیقی مردوں کا دوبارہ زندہ ہونا نہیں ہے۔ حقیقی مردے از روئے قرآن مجید اس جہان میں واپس نہیں آتے۔

اس مسئلہ پر قرآن مجید کی متعدد آیات میں تذکرہ موجود ہے۔ ایک آیت یہ ہے۔ فرمایا:-

"اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا
وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا
فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْھَا الْمَوْتَ
وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰٓی اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی
اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ
یَّتَفَکَّرُوْنَ۔" (الزمر-ع)

کہ اللہ تعالیٰ ہی موت کے وقت روحوں کو قبض کرتا ہے اور جن روحوں پر ابھی موت وارد نہیں ہوئی ان کو ان کی نیند کے وقت میں اپنے قبضہ میں کرتا ہے پھر وہ ارواح جن کی موت کا قطعی فیصلہ ہو گیا ہے یعنی وہ حقیقتاً مر جاتی ہیں ان کو اللہ تعالیٰ روک لیتا ہے وہ دنیا میں واپس نہیں بھیجی جاتیں لیکن دوسری یعنی جن کو نیند کی حالت میں قبضہ میں لیا گیا ہے انہیں اللہ تعالیٰ دوبارہ دنیا میں مدتِ مقررہ پوری کرنے کے لئے بھیجتا رہتا ہے۔ اس

میں سوچنے والوں کے لئے بہت سے نشانات ہیں۔

یہ آیت اس مسئلہ کے بارے میں نہایت واضح ہے کہ حقیقی مُردے ہرگز واپس دنیا میں نہیں آتے اللہ تعالیٰ ان کو **عالم برزخ** میں روکے رکھتا ہے۔ ہاں نیند کی حالت میں جانے والی رُوحیں اگرچہ ایک طور سے مردہ ہو جاتی ہیں مگر ان پر حقیقی موت وارد نہیں ہوتی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ انھیں اپنے دن پورے کرنے کے لئے جگا دیتا ہے۔

پس وہ انسان جو **قضی علیھا الموت** کے مصداق بن جائیں سچ مچ فوت ہو جائیں قرآن مجید اُن کے دوبارہ دنیا میں آنے کی پرزور نفی کرتا ہے اور یہی جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے۔ احمدی لوگ عدم رجوع موتٰی کے قائل ہیں

عدم نسخ فی القرآن پر ایک آیت:

قرآن مجید میں تین امور ایسی صراحت سے مذکور ہیں کہ کوئی شخص ان کا انکار نہیں کر سکتا۔ اوّل یہ کہ قرآن مجید **محفوظ** کتاب ہے اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۔" (الحجر ع)

کہ ہم نے ہی قرآن مجید کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اسلام کے معاند ترین مورخ بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ قرآن مجید آج بھی اسی طرح حرف بحرف محفوظ ہے جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھا۔ دوم یہ کہ قرآن مجید کا دعویٰ ہے کہ اس کی آیات میں باہمی رابطہ و توافق ہے کسی قسم کا اختلاف اور تضاد نہیں ہے۔ سب مسلمان یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس بارے میں خود قرآن مجید نے بھی صراحت کی ہے۔ سوم یہ کہ قرآن مجید کامل **شریعت** ہے اس پر کسی اضافہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تمام نسل انسانی کے لئے سارے زمانوں تک قرآن مجید مکمل قانون ہے۔

ان امور کے نتیجہ میں مسلمانوں کا یہ ایک مسلمہ عقیدہ ہونا چاہیئے تھا کہ قرآن مجید کی آیات میں ناسخ و منسوخ ہونے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا مگر آیت **وما ننسخ من اٰیۃ او ننسھا نأت بخیر منھا** (البقرہ ع۱۳) کے شرطیہ جملہ سے تمام مفسرین اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ قرآنی آیات میں ناسخ بھی ہیں اور منسوخ بھی۔ حالانکہ یہ آیت اپنے محل و قوع کے لحاظ سے یہود و نصاریٰ کے اس اعتراض کے جواب میں نازل ہوئی تھی کہ تورات اور انجیل کے موجود ہوتے ہوئے قرآن مجید کی کیا ضرورت ہے؟ اور قرآن مجید کے ذریعہ سے ان کتابوں کو کیوں منسوخ کر دیا گیا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم اگر کسی حکم کو منسوخ کردیں تو اس سے بہتر لاتے ہیں۔ اب جبکہ ہم نے قرآن مجید کے ذریعہ صحف سابقہ کو منسوخ قرار دیا ہے تو دیکھنے والی بات صرف یہ ہے کہ آیا قرآنی احکام سابقہ احکام سے بہتر ہیں یا نہیں؟ اگر بہتر ہیں تو تمہارے لئے انکار اور اعتراض کا کوئی موقع نہیں۔

اس آیت کریمہ کی غلط تفسیر کی وجہ سے آیات قرآنی کے منسوخ قرار دیئے جانے کا مسئلہ پیدا کر دیا گیا حالانکہ قرآن مجید کی شان کا تقاضا ہے کہ اسے ہر قسم کے نقص اور نسخ سے مبرا تسلیم کیا جائے احمدی جماعت

کا یہ امتیازی عقیدہ ہے کہ قرآن مجید میں کوئی آیت منسوخ نہیں ہے۔
احمدیوں کے اس عقیدہ کی تائید قرآن مجید کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ
رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَلَنْ تَجِدَ
مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا" (الکہف ع)

کہ اے رسولؐ! تو اس کتاب کو پڑھ
جو تیرے رب کی طرف سے تجھ پر وحی کی
صورت میں نازل ہوئی ہے اس کے کلمات
کو کوئی بدلنے والا نہیں اور تجھے اس کے
سوا کوئی اور جائے پناہ نہ ملے گی۔

اس آیت میں قرآنی آیات اور احکام کو غیر مبدل اور غیر منسوخ قرار دیا گیا ہے اور دائمی طور پر قرآن مجید کو دنیا کی نجات کا ذریعہ ٹھہرایا گیا ہے۔ پس قرآن مجید کی آیات میں ناسخ و منسوخ کو ماننا سراسر غلط عقیدہ ہے۔

فیضانِ محمدیؐ مکمل طور پر جاری ہے:

احمدیوں کا ایک امتیازی اعتقاد یہ ہے کہ از روئے قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں مکمل طور پر فیضانِ محمدیؐ جاری ہے۔ مکمل فیضان محمدیؐ کی تشریح سطور بالا میں ہو چکی ہے۔

سورۃ الاحزاب کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے کہ اس میں دشمنوں کی انتہائی یورش کا ذکر ہے۔ اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند ترین کمالات کا تذکرہ ہے۔ اس میں مومنوں کو انتہائی روحانی منازل و مراتب عطا کئے جانے کی بشارت ہے۔ یہ ہر سہ مضامین سورۃ الاحزاب میں شرح و بسط سے بیان ہوئے ہیں۔

جہاں تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب عالیہ کا تعلق ہے شروع سورۃ میں ہی ازواج مطہرات کو مومنوں کی مائیں قرار دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنوں کا باپ ٹھہرایا گیا ہے۔ پھر حضرت زینبؓ اور زیدؓ کے واقعہ میں جب آپ کی جسمانی ابوت کی نفی کی گئی تو آپ کے بلند ترین روحانی مراتب کا ذکر وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ کہہ کر فرمایا کہ خاتم النبیین ہونا بلند ترین مقام ہے جو کسی اور پیغمبر کو حاصل نہ ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الانبیاء ہونے کا تقاضا ہے کہ آئندہ کے لئے ہر روحانی مرتبہ آپؐ کی پیروی سے حاصل ہو اور محبوبیت الٰہی کا مرتبہ آپؐ کی اتباع کے نتیجہ میں مل سکے فرمایا:۔

"قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ
فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"
(آل عمران ع)

اے رسولؐ! تو اعلان کر دے کہ لوگو اگر
تم اللہ سے محبت رکھنا چاہتے ہو تو
میری پیروی کرو خدا تم سے محبت کریگا۔

سورۃ الاحزاب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوۂ حسنہ قرار دے کر آپ کی پیروی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اسی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کی خاص تلقین کی گئی۔ خاتم النبیین کے ذکر کے فوراً بعد حضورؐ کو اسوۂ حسنہ ثابت ہو؟ قرار دیا گیا تا قائم ہو...

آپ کا نور ساری دنیا کو ہمیشہ منور کرتا رہے گا اور آپ کا فیضان مکمل طور پر آپؐ کی امت کے لئے ممکن الحصول ہوگا چنانچہ واضح ارشاد فرمایا:۔

"وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِأَنَّ لَهُمْ
مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا"
(الاحزاب ع)

کہ آپ مومنوں کو اپنی امتیوں کو یہ خوشخبری دے دیں کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضلِ کبیر مقدر ہے۔

اس بشارتِ عظمیٰ کی حقیقت جاننے کے لئے سورۃ النساء ع ۹ کی آیتِ ذیل پر غور فرمائیں:۔

"وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ
فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ
عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ
وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ
أُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ذٰلِكَ الْفَضْلُ
مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا"

کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے اطاعت گزار ہیں وہ ان انعام یافتہ لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے اور وہ نبی، صدیق، شہید اور صالح ہیں۔ یہ اللہ کا عظیم فضل ہے اور اللہ خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت میں "ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ" کے الفاظ سورۃ احزاب کے لفظ "مِنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا" کی طرف تو یہ دلالت کی گئی ہے کہ جس فضل باری تعالیٰ کی مومنوں کو بشارت دی گئی ہے وہ چار بلند روحانی مراتب ہیں اور یہ چاروں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کی پیروی کرنے والے امتیوں کو مل سکتے ہیں۔

جماعت احمدیہ عقیدہ رکھتی ہے کہ فیضانِ محمدیؐ مکمل طور پر امتِ محمدیہ کے لئے جاری ہے۔ باقی لوگ اس فیضان سے محروم ہیں ان پر یہ دروازے بند ہیں لیکن حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیروؤں پر آپ کی اتباع میں یہ دروازے کھلے ہیں۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔

○

ہمارا دین

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدّامِ ختم المرسلیںؐ
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

([illegible])

دو اہم اور خاص اقتباسات

(۱)

تربیلا ــــ دوسرے سال بھی بے پایاں نقصان

روزنامہ نوائے وقت لاہور کا اداریہ زیر عنوان "تربیلا ــــ دوسرے سال بھی بے پایاں نقصان" درج ذیل ہے:۔

"صدر مملکت مسٹر فضل الٰہی چودھری نے سیم و تھور کے مسئلہ پر لاہور میں پانچ روزہ بین الاقوامی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے ان ہر دو ارضیاتی روگوں سے جس بے پایاں نقصان کی بڑے اثر انداز میں نشاندہی کی ہے اور ان کے مؤثر اور مکمل علاج کی ضرورت پر جو زور دیا ہے اس سے کسی بھی واقف حال شخص کو رتی بھر اختلاف نہیں ہو سکتا۔ سیم و تھور کے بھیانک روگ، ایک دیرینہ اور مسلسل مسئلہ ہے قیام پاکستان کے بعد پنجاب اور سندھ میں اس کے علاج و انسداد کے لئے کئی تدابیر اختیار کی گئی ہیں اور اربوں روپے کے نئے اور مزید منصوبے بھی مکمل اور مرتب کئے جا رہے ہیں۔ اپنی نوعیت کے اعتبار سے یہ انسان کی بعض طبیعاتی عوامل کے خلاف مسلسل جنگ ہے اور یہ امید کرنی چاہیئے کہ سائنس و فن کی ترقی اور جدید معلومات سے اس محاذ پر بھی جدوجہد کو کامیاب بنانے میں بڑی مدد ملے گی۔

پاکستان میں سیم و تھور کے خلاف بڑی وسیع جنگ کو مؤثر بنانے میں تربیلا کا منصوبہ بھی بڑی اہمیت کا حامل تھا لیکن بد قسمتی سے تکمیل کے آخری مراحل میں ہر سال اس منصوبہ سے مطلوبہ فوائد حاصل کرتے ہیں کوئی نہ کوئی نئی بد قسمتی حائل ہو جاتی ہے۔ تربیلا بنیادی طور پر آب پاشی کا ایک عظیم منصوبہ ہے لیکن سیم و تھور کے انسداد میں بھی اس سے بالواسطہ طور پر بڑی مدد ملنے کی امید تھی۔ تھور کو دھونے اور بہانے کے لئے زیادہ سے زیادہ نہری پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور سیم کے انسداد کی اب تک جو مؤثر صورتیں سامنے آئی ہیں۔ وہ یہی ہیں کہ سیم کے پانی کے نکاس کے لئے نالیاں کھودی جائیں اور زیر زمین پانی کی سطح مزید گہری کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ ٹیوب ویل لگائے جائیں۔ تربیلا کے منصوبہ کی تکمیل سے ان دونوں مفید صورتوں کا دائرہ اور سلسلہ بڑھانا مقصود تھا لیکن "تدبیر کنندہ تقدیر زند خندہ" نے ہوشربا سالانہ چکر کی شکل اختیار کر لی ہے۔

۱۹۷۴ء کے موسم برسات میں آئندہ فصل ربیع کے لئے تربیلا میں جو پانی جمع کیا گیا تھا وہ سرنگوں میں خرابی کے

باعث کھیتوں کو سیراب کرنے کی بجائے سیدھا سمندر میں انڈیل دیا گیا۔ یہ کوئی معمولی المیہ نہیں تھا اور ارباب اختیار صرف گندم کی پیداوار کی حد تک اس کا نقصان اربوں روپے میں بیان کرتے رہے ہیں۔ بہر حال خطرات سے مرمت اور بعض حصوں کی تعمیر نو کے پروگرام کے ضمن میں یہ یقین دلایا جاتا رہا کہ ۷۶-۱۹۷۵ء کی فصل ربیع کے لئے پانی بڑی فراوانی سے میسر آسکے گا۔ صرف دو تین ہفتے پہلے گندم کی زیادہ پیداوار کے سلسلہ میں جس منصوبہ کا بڑے طمطراق بلکہ کروفر کے ساتھ اعلان کیا گیا تھا۔ اس میں یہ بات بھی شامل تھی کہ اس سال تربیلا میں جو پانی جمع کیا جا رہا ہے اس سے پنجاب اور سندھ میں لاکھوں ایکڑ اراضی کو سیراب کرنے میں مدد ملے گی لیکن اب باخبر حلقوں کے حوالے سے سرنگوں کے شلنگ بیسن میں جس خرابی کی اطلاعات منظر عام پر آ رہی ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سال تربیلا کے ذخیرہ آب کا بمشکل پچیس تیس فی صد حصہ آب پاشی کے کام آسکے گا۔

جس صورت حال کا تدارک نہ ہو سکے اسے ناگہانی مصیبت کی طرح حوصلہ و استقامت سے برداشت کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا لیکن تربیلا کے سلسلہ میں مشکلات کی یلغار کو ناگہانی مصائب قرار دینا غلط ہوگا کیونکہ اس منصوبہ کے ہر پہلو کے مطالعہ و جائزہ کا کام نہ صرف برسوں تک جاری رہا۔ اربوں روپے کے اس منصوبہ پر عملدرآمد کے سلسلہ میں بھی پاکستان ہی نہیں دنیا بھر کے بہترین اور اپنے اپنے شعبہ میں سرفہرست ماہرین۔ انجینیروں سائنسدانوں۔ ماہرین تعمیرات وغیرہ ——— کی خدمات حاصل کی گئی ہیں اس لئے پے در پے خرابی کی صورتوں کو ناگہانی مصائب کے بجائے انسانی بے تدبیریوں اور انتظامی غیر ذمہ داریوں کے بھیانک نتائج کے سوا اور کیا نام دیا جا سکتا ہے؟

اس منصوبہ پر عملدرآمد کے سلسلہ میں بلاشبہ غیر ملکی ٹھیکہ داروں اور عالمی بنک کو بڑا عمل دخل حاصل ہے لیکن اس پر صرف ہونے والا ہر پیسہ فوری طور پر افراط زر اور بتدریج آخر پاکستان پر قرضہ کے بار میں اضافہ کر رہا ہے اور پاکستان کی طرف سے واپڈا بطور نگران اعلیٰ فرائض ادا کرنے کا پابند ہے۔ ستم ظریفی کی حد یہ ہے کہ واپڈا کے انجینیروں، ماہروں اور اعلیٰ سطح منتظمین میں کسی کے ذاتی بنگلہ میں رتی بھر نقص رہ جائے۔ تو اس کی نیند حرام ہو جاتی ہے لیکن جس قومی منصوبہ پر اربوں روپے خرچ ہو چکے ہیں اور جس کے تعمیراتی نقائص کا ازالہ کرنے کے لئے بھی صرف ایک سال کے اندر ایک ارب روپے کے لگ بھگ رقم خرچ ہو چکی ہے، اس میں پے در پے بھیانک خرابیوں کے ظہور پر واپڈا کے کسی بھی اعلیٰ افسر کی جبین پر عرق انفعال کا ایک قطرہ نمودار نہیں ہوا۔ اور جوابدہ ہونے کا رتی بھر مظاہرہ کرنا ضروری نہیں سمجھا۔ پچھلے سال کے المیہ کے بعد مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ کی سربراہی میں وفاقی کابینہ کی ایک خصوصی کمیٹی بھی تربیلا کے مسائل و معاملات کا جائزہ لینے کے لئے قائم کر دی گئی

تھی جس کے تربیلا اور اسلام آباد میں گاہے گاہے اجلاسوں کی خبریں تو شائع ہوتی رہیں لیکن اب سٹلنگ بیسن میں خرابی کے باعث دوسرے سال بھی قیمتی ذخیرہ آب کے کم و بیش ضائع ہو جانے کی جو حقیقت اثر خبریں موصول ہو رہی ہیں اس کے سلسلہ میں عوامی نمائندوں اور پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ وفاقی وزیر ملک پر مشتمل اس کمیٹی کے ارکان بھی تربیلا کے نگران اعلیٰ ادارہ ـــــ واپڈا کے عالی مقام حکام ـــــ کی طرح خاموش اور مہر بلب ہیں۔ کیا یہ خاموشی خرابی کی بالواسطہ تصدیق کے مترادف ہے یا احساسِ زیاں جاتے رہنے کی آئینہ دار؟"

(نوائے وقت ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۵ء)

الفرقان: وسط ۱۹۷۴ء میں جب قومی اسمبلی میں احمدیوں کا معاملہ پیش تھا اور حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ اپنے ارکان وفد کے ساتھ اسمبلی میں تشریف لے جایا کرتے تھے تو ایک دن چائے کے درمیانی وقفہ میں تربیلا ڈیم کے بارے میں ہولناک خبر موصول ہوئی تھی جس پر سب کو رنج ہوا تھا۔

مندرجہ بالا (اداریہ سے عیاں) ہے کہ دراصل یہ قومی المیہ تقدیر کا معاملہ ہے اور عبرتناک واقعہ ہے۔ اے کاش لوگ عبرت حاصل کریں!

(۲)

"گٹا سنگھ وہابی ہو گیا"

"اپنے وفاقی وزیر مملکت برائے ریلوے میاں عطاء اللہ اپنے دلفریب بیانات اور دماغ فریب اعلانات کی وجہ سے بڑے پاپولر ہوتے جا رہے ہیں۔ وہ جب بھی لاہور آتے ہیں۔ ایک آدھ بیان یا اعلان داغ جاتے ہیں۔ ان کی اس اعلانیہ خود مختاری سے معلوم ہوتا ہے کہ مصطفیٰ کھر اور حنیف رامے کی صوبائی خود مختاری کی باتیں سب بے وزن شاعری ہے" ہم نے آج تک وفاقی وزیر ریلوے مسٹر ممتاز علی بھٹو کو میاں صاحب کی صوبائی خود مختاری برائے ریلوے میں مرکزی مداخلت کرتے نہ سنا ہے اور نہ دیکھا ہے۔ ہمارا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ میاں صاحب ریلوے کے صوبائی امور میں خود مختار ہیں۔ ریلوے کا تو کوئی امور صوبائی ہوتا ہی نہیں۔ جملہ امور اور وزیر مرکزی ہوتے بلکہ مضبوط مرکزی ہوتے ہیں۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ صوبہ پنجاب کے حصہ میں جتنے اعلان اور بیان آتے ہیں وہ میاں صاحب جاری کرتے ہیں۔ ممتاز علی بھٹو صاحب بہت کم ریلوے ہیڈ کوارٹر لاہور کے امور میں اعلانیہ مداخلت کرتے ہیں۔ معلوم نہیں وہ اور کیا کیا کرتے کہ لاہور سے کوئی تعلق ہی استوار نہیں کرنا چاہتے مگر خیر ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہم تو میاں عطاء اللہ صاحب کی اس پالیسی کا تذکرہ کرنے چلے تھے جس میں انہوں نے ریلوے ملازمین کے لئے ان "بہت بڑی بڑی مراعات" کا اعلان کیا تھا جن کی آج کل جملہ ریلوے ملازمین تحسین و مذمت میں لگے ہوئے ہیں۔

بھی بتایا گیا تھا بلکہ بلایا گیا تھا کہ میاں صاحب ٹھیک گیارہ بجے اس تاریخی پریس کانفرنس سے خطاب کریں گے۔ جب سے نئی وزارت ریلوے آئی ہے۔ ریل کے منتظم اور پرانے انجنوں کی پابندیٔ وقت کا بہت شور سنتے رہے ہیں۔ اتنا زیادہ شور کہ بعض اوقات انجن کا اپنا شور اس کی پابندی میں دب کر رہ جاتا تھا۔ سوچا جس وزارت کی وجہ سے ناکارہ انجن وقت کی رفتار سے چلنے لگے ہیں وہ وزیر تو لازماً وقت سے آگے بلکہ وقت کے آگے جا رہے ہوں گے۔ سو ہم اخبار والے وقت کی آواز سننے کے لئے بھاگے بھاگے عین وقت پر ریلوے ہیڈ کوارٹر پریس کانفرنس روم میں پہنچ گئے کیا دیکھتے ہیں کہ ابھی مزدور کانفرنس ٹیبل کا کپڑا سینے کا مسئلہ سینے میں مصروف ہیں۔ گول دائرہ میں لگائی گئی میزوں کی ٹانگیں تھا لہ والے سبز میز پوشوں سے چھپانے میں لگے ہوئے ہیں میاں صاحب اتنے شدید وہابی ہیں کہ وہ میز تک کی ٹانگ ننگی برداشت نہیں کر سکتے۔ ہم نے حیرانی سے پوچھا۔ "میاں صاحب؟" جواب ملا "آدھ گھنٹہ لیٹ ہیں" کچھ صحافیوں کو غصہ آگیا۔ تمہاری کوئی چیز ان ٹائم بھی ہوتی ہے؟ گاڑی لیٹ، سپر ایکسپریس لیٹ، انجن لیٹ، پالیسیاں لیٹ، ٹائم ٹیبل لیٹ اور حد یہ کہ اب میاں صاحب لیٹ" جواب ملا یہ تو میاں صاحب ہی بتا سکتے ہیں کہ ریلوے میں ان ٹائم کیا چیز ہوتی ہے ہم تو مزدور ہیں۔ تمام اخبار نویس بربان اخبار نویس۔ انتظار کی گھڑیاں ہجر کی گھڑیوں کی طرح دراز ہوتی رہیں۔ ایک افسر اعلیٰ نے آدھ گھنٹہ بعد سگنل دیا۔ میاں صاحب اسی پلیٹ فارم پر آرہے ہیں لوگ اپنا اپنا سامان تیار کر کے بیٹھ گئے۔ مگر میاں صاحب ہیں کہ آتے ہی نہیں۔ خیال آیا کہیں غلط کانٹا نہ بدل دیا گیا ہو کہ ریلوے افسر سنا ہے بہت خراب ہوتے ہیں۔ وہ وزیروں کو اس صفائی سے غلط لائن پر چڑھا دیتے ہیں کہ انہیں پتہ بھی نہیں چل سکتا جب کبھی کسی اسٹیشن پر رکتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ تو ترکستان کی راہ پر جا رہے ہیں۔ پون گھنٹہ گزر جانے کے بعد افسر آئے اور پھر میاں صاحب بھی آ ہی گئے۔ فرمایا غلطی میری نہیں میرے افسروں کی ہے جنہوں نے آپ کو میری آمد کا غلط ٹائم ٹیبل بتایا تھا۔ ریلوے کی ایک کہنہ روایت یہ بھی ہے کہ اس کا کوئی بھی ذمہ دار افسر کبھی بھی "لیٹ" اپنے ذمہ نہیں لیتا یعنی ٹرین لیٹ ہونے کی ذمہ داری کبھی بھی کسی اعلیٰ افسر کی نہیں ہوتی۔ سٹیشن ماسٹر کہتا ہے سگنل والے کی غلطی تھی۔ سگنل والا گارڈ کو ذمہ دار ٹھہراتا ہے گارڈ انجن ڈرائیور کو۔ ڈرائیور سے پوچھئے تو خرابی کوئلہ یا پانی میں پائی جاتی ہے۔ کوئلہ بھرنے والا اس کی ذمہ داری وزارت ریلوے پر ڈال دیتا ہے اور کئی دن کی مکمل تحقیقات کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اصل میں ریلوے میں کوئی ایک بھی ذمہ دار نہیں۔ ٹرین ہی سب سے ذمہ دار ہے وہی لیٹ پہنچی ہے۔ ...... میاں صاحب نے حلقہ ظہر حجہ کے انتخابات کی غیر جانبداری کی تفصیل بتائی اور اپنے اس بیان کی وضاحت کی کہ غلام مصطفےٰ کھر تو وہابی ہو گیا ہے۔ ایک اخبار نویس نے پوچھا میاں صاحب کیا یہ درست ہے کہ گنڈا سنگھ وہابی ہو گیا ہے؟ میاں صاحب نے اس سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ شاید یہ بھی سیکٹ سیکرٹری ہو۔ اخبار نویس نے گنڈا سنگھ کے وہابی ہونے کی پوری تفصیل میاں صاحب کو بتائی وہ یوں تھی کہ کسی گاؤں کے گنڈا سنگھ دکاندار نے مولوی صاحب کو مزید ادھار دینے سے انکار کر دیا تو مولوی صاحب نے جمعہ کے خطبہ میں اعلان کیا کہ خدا کا غضب دیکھو۔ گنڈا سنگھ بھی وہابی ہو گیا ہے" ان کا یہ اعلان کرنا تھا کہ مسلمانوں نے گنڈا سنگھ کو وہابی ہونے کے جرم میں پوری سزا دے ڈالی۔" (نوائے وقت ۲۴ اکتوبر ۷۰ء)

الفرقان: ہم اس اقتباس پر مزید کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ فاضل مضمون نگار رفیق ڈوگر صاحب کی تحریر سراسر تبصرہ ہے۔

شذرات

۱۔ وفاقی وزیر ریلوے میاں عطاء اللہ کا شرانگیز اور ناپاک بہتان

ہفت روزہ چٹان لاہور لکھتا ہے:۔

"میاں عطاء اللہ وفاقی وزیر ریلوے نے لاہور کے ایک جلسۂ عام کو خطاب کرتے ہوئے انکشاف کیا کہ قادیانی موجودہ آئین کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں اور پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں۔ میاں صاحب نے کھلے الفاظ میں کہا کہ حکومت کے پاس قادیانیوں کے ان مذموم ارادوں کا دستاویزی ثبوت موجود ہے اور وہ اس کو عوام کی آگاہی کے لئے شائع کر دے گی۔"

(چٹان لاہور ۔ ۲۰ اکتوبر ۷۵ء)

چٹان کے ایک نامہ نگار نے لکھا کہ:۔

"اب وہی بات حکومت کے ایک انتہائی ذمہ دار وفاقی وزیر جناب میاں عطاء اللہ نے کہی کہ قادیانی پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں اور یہ کہ حکومت کے پاس اس کے دستاویزی ثبوت موجود ہیں۔ ایک شہری کی حیثیت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اگر حکومت کے پاس بھی ایسا ٹھوس ثبوت آ گیا ہے تو اس کو منظر عام پر لانا چاہیئے اور قادیانیوں کو غداری کے جرم میں قرار واقعی سزا دی جانی چاہیئے۔"

(چٹان ۔ ۲۰ اکتوبر ۷۵ء صفحہ ۲)

جماعت احمدیہ کے ترجمان الفضل نے میاں عطاء اللہ وفاقی وزیر ریلوے کے مندرجہ بالا بیان کے متعلق لکھا کہ:۔

"ہم قرآن کریم کے الفاظ میں لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کہتے ہوئے اس بات کا اعادہ کرتے ہیں کہ اس رپورٹ میں لگائے گئے تمام الزامات بے بنیاد، شرانگیز اور ناپاک جھوٹ ہیں۔"

(الفضل ۔ ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۵ء)

الفرقان: میاں عطاء اللہ وفاقی وزیر ریلوے کے اعلان اور اس کی پر زور متحدیانہ تردید پر ایک ماہ گذر گیا ہے مگر نہ حکومت نے کوئی "دستاویزی ثبوت" شائع کیا ہے اور نہ ہی اب خود میاں عطاء اللہ بول سکتے ہیں۔ میاں عطاء اللہ نے نہ صرف جماعت احمدیہ کو بدنام کرنے کے لئے سیاہ جھوٹ کا ارتکاب کیا ہے بلکہ "دستاویزی ثبوت" کا جھوٹا دعویٰ کر کے حکومت پاکستان کو بھی بدنام کیا ہے۔

ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت پاکستان اپنے وفاقی وزیر ریلوے سے باز پرس کرے اور اسے ذمہ داری کے اتنے بڑے عہدہ سے فوراً فارغ کر کے اس پر مقدمہ چلائے کہ اس نے پاکستان کی ایک وفادار جماعت پر ایسا ناپاک بہتان باندھا ہے اور خود حکومت کو بھی بدنام کیا ہے۔

۲۔ ہدایت یافتہ فرقہ اور تنظیم سے بے بہرہ

ہفت روزہ خدام الدین لاہور رقمطراز ہے کہ:۔

"افسوس کہ وہ فرقہ جس کو حدیث میں ہدایت پر کہا گیا ہے مغلوب ہو کر رہ گیا ہے۔ اب ہے تو ضرور لیکن تنظیم سے بے بہرہ ہے۔"

(خدام الدین لاہور ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۵ء)

الفرقان: اس عبارت میں اس حدیث نبویؐ کی طرف اشارہ ہے جس میں ذکر ہے کہ مسلمان کہلانے والوں کے تہتر فرقوں میں سے ایک فرقہ ناجی ہوگا اور باقی ناری۔ خدام الدین والے اپنے فرقہ کو اس کا مصداق ٹھہرا کر اپنے آپ کو ہدایت یافتہ ثابت کرنا چاہتے ہیں ساتھ ہی اپنے تنظیم سے بے بہرہ اور مغلوب ہونے کا بھی اعلان کرتے ہیں۔ حالانکہ اس فرقہ ناجیہ کی تو یہ لازمی علامت ہے "الا وھی الجماعۃ" کہ وہ منظم فرقہ ہوگا۔ وہ ایک واجب الاطاعت امام کا تابع ہوگا۔ ہدایت یافتہ فرقہ تنظیم سے بے بہرہ نہیں ہو سکتا۔ نیز اسی فرقہ کے لئے ظاھرین علی الحق کے الفاظ بھی آئے ہیں اس لئے وہ دلائل کی رو سے مغلوب بھی نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ فرقہ ناجیہ صرف وہی ہے جو منظم ہے اور دلائل کی رو سے غالب ہے الا وھی الجماعۃ الاحمدیۃ

۳۔ معاشرہ کی حالت اور علماء کی ناکامی

ہفت روزہ الاعتصام لاہور لکھتا ہے:۔

"ہر قسم کی بدعات کی سرپرستی کی جا رہی ہے یہ تو عقائد کا حال ہے عملی طور پر یہ صورت ہے کہ ناحق ظالمانہ اور لاپرواہی کے قتلوں کی وارداتوں میں ہر نئے سورج اضافہ ہو رہا ہے۔ ڈکیتی دن بدن بڑھ رہی ہے۔ جوا اور اس کی مہذب شکلیں عام ہیں۔ عریانی، فحاشی اور دوسرے اخلاقی جرائم نے شرفاء کا ناک میں دم کئے ہوئے ہیں بلکہ بعض بدکرداریوں کو قانونی تحفظ حاصل ہے۔ عبادات میں جہاں تک نماز کا تعلق ہے۔ وہ ہمارے معاشرہ کی زندگی کے گویا پروگرام ہی سے خارج ہے۔"

(الاعتصام لاہور ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۵ء صہ)

الفرقان: جب معاشرہ کی یہ حالت ہے تو علماء کے قطار در قطار جتھوں کا مسلمانوں کو کیا فائدہ ہے۔ کیا یہ حالت علماء کے ناکام و نامراد ہونے کا ایک ناقابل تردید ثبوت نہیں ہے؟

۴۔ "آئندہ دو برس نہایت کٹھن ہونگے"

وزیر اعظم بھٹو نے ایرانی اخبار کیہان انٹرنیشنل کو

انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ:-

"پاکستان کو سنگین اقتصادی صورت حال کا سامنا ہے گزشتہ برس کے اوائل میں مجموعی صورت قدرے بہتر ہو گئی تھی اور ہم پُر امید تھے کہ تیزی سے اقتصادی پیش رفت کر سکیں گے لیکن شومئی قسمت سے سیلابوں نے آلیا اور تربیلا ڈیم کا سانحہ رونما ہوا۔ انھوں نے کہا کہ صورتِ حال کے پیشِ نظر پیداوار میں اضافے کی حد ۹ فیصد سے کم کر کے چھ فیصد کر دی گئی ہے .... انھوں نے کہا پاکستان کے لئے آئندہ دو برس نہایت کٹھن ہوں گے۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۱ اکتوبر ۱۹۷۵ء)

الفرقان: قرآن مجید پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قوموں پر ایسے حالات ان کی بداعمالیوں کے باعث آیا کرتے ہیں۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ ہمارے ابنائے وطن نیکی اور تقویٰ کی طرف توجہ کریں اور اپنی ظالمانہ روشوں سے باز آجائیں!

۵۔ آغا شورش مدیر چٹان کی وفات

اخبارات راوی ہیں کہ ہفت روزہ چٹان لاہور کے ایڈیٹر مشہور شاعر اور شعلہ بیان مقرر آغا شورش کاشمیری [illegible] کو اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے [illegible] ان کے پسماندگان میں [illegible] معلوم ہوا ہے کہ علاوہ بیوہ کے [illegible] اور [illegible] بیٹیاں بھی ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ آغا صاحب کے لڑکوں اور لڑکیوں میں سے ابھی کسی کی شادی نہیں ہوئی۔ بڑی بیٹی کی انہی دنوں شادی کی تجویز تھی کہ آغا صاحب چل بسے۔

موت ہر انسان کے لئے لازمی ہے کسی کو اس سے مفر نہیں۔ موت دشمن کی ہو تب بھی افسوسناک ہے روحانی ہدایت کے علمبردار جماعت کے لئے کسی شخص کی موت بالخصوص مخالفت کی حالت میں موت بھی رنج کا باعث ہوتی ہے۔ شاعر نے کہا ہے

؎ مرا بمرگِ عدو جائے شادمانی نیست
کہ زندگانیِ ما نیز جاودانی نیست

فوت ہو جانے کے بعد آغا صاحب کا معاملہ ہم سے ختم ہو گیا وہ اپنے اعمال و اقوال کا بدلہ لینے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو چکے ہیں اس لئے ان کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہتے۔ ہاں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کے زخم مندمل فرمائے اور ان کے لئے ہدایت اور ترقی کی راہیں کھول دے۔ آمین!

۶۔ شورش صاحب سے میری ایک ملاقات

چند برس گزرے کہ عزیز مکرم عبد اللطیف صاحب ستکوہی کی دکان [illegible] میں خرید کاغذ کے سلسلہ میں گیا۔ وہاں پر آغا شورش صاحب بھی آگئے۔ ستکوہی صاحب نے ان سے میرا تعارف کرایا۔ چند منٹ تک ان سے گفتگو ہوئی۔ انھوں نے مجھے کہا کہ مجھے دو احمدیوں سے واسطہ پڑا ہے اور میری طبیعت پر ان کا بڑا اثر ہے ایک تو میجر سید حبیب اللہ صاحب [illegible] واقفیت ہوئی اور وہ وہاں [illegible] شورش صاحب نے مرحوم میجر صاحب کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ میں نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر کیا ہے

دوسرا ایک نامعلوم احمدی ہے مجھے ایک مرتبہ انبالہ چھاؤنی کے اسٹیشن پر گرفتار کر لیا گیا میں نے ادھر ادھر دیکھا مجھے ایک داڑھی والا مسلمان نظر آیا میں نے جھٹ جیب سے بٹوا نکالا اور کلائی کی گھڑی اتاری اور اس شخص کو دے دی۔ پولیس مجھے لے گئی کوئی چھ سات ماہ بعد جب میں رہا ہو کر گھر پہنچا تو ایک شخص آیا۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور میرے ہاتھ میں گھڑی اور بٹوا دے دیا۔ میں اس شخص کو نہیں جانتا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کہاں سے ہیں اور کون ہیں؟ اس نے کہا کہ میں فلاں شہر سے ہوں اور میں احمدی ہوں۔

آغا صاحب نے یہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ مجھ پر احمدیوں کے اخلاق کا بڑا اثر ہے۔ ہماری یہ گفتگو صرف چند منٹ رہی۔

۷۔ حضرت سید میجر حبیب اللہ صاحب کا ذکر، شورش کے قلم سے

شورش صاحب نے اپنی کتاب "پس دیوارِ زنداں" میں سنٹرل جیل لاہور کے ذکر پر لکھا ہے:۔

"مجھے یہاں (سنٹرل جیل لاہور میں) تشدد و انتقام کے سبھی مرحلوں سے گزار کر لایا گیا تھا۔ اب مجھ پر کوئی سا تجربہ کرنا باقی نہ رہا تھا۔ میجر حبیب اللہ شاہ صاحب کا سلوک بہرحال مشفقانہ تھا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ وہ پکے قادیانی تھے ان کی ہمشیرہ مرزا بشیر الدین محمود کے عقد میں تھیں۔ قادیان کے ناظر امور عامہ سید زین العابدین ولی اللہ ان کے بڑے بھائی تھے۔ انہیں یہ بھی علم تھا کہ میں آل انڈیا مجلس احرار کا جنرل سیکرٹری ہوں اور احرار قادیانیوں کے حریف ہیں بلکہ دونوں میں انتہائی عداوت ہے میجر حبیب اللہ شاہ نے اشارۃً بھی اس کا احساس نہ ہونے دیا۔ انہوں نے **اخلاق و شرافت کی انتہا کر دی** پہلے دن اپنے دفتر میں اس خوش دلی اور کشادہ قلبی سے ملے گویا مدۃ العمر کے آشنا ہیں۔ انہوں نے مجھے ہسپتال میں رکھا اور اچھی سے اچھی دوا و غذا دینا شروع کی۔ نتیجۃً میری صحت کے بال و پر پیدا ہو گئے اور میں چند ہفتوں ہی میں تندرستی کی راہ پر آ گیا۔ وہ بڑے صبور انتہائی حلیم، بے حد **خلیق** اور **نہایت درجہ دیانتدار افسر تھے** ان کے پہلو میں یقیناً ایک انسان کا دل تھا۔ ان کی بہت سی خوبیوں نے انہیں سیاسی قیدیوں میں مقبول و محترم بنا دیا تھا۔" (پس دیوار زنداں صـ۲۵۷)

الفرقان: جن حالات میں سید میجر حبیب اللہ شاہ صاحب مرحوم نے آغا شورش سے یہ مشفقانہ سلوک کیا ان پر نظر کرنے سے مرحوم شاہ صاحب کی عظمت اور بھی بڑھ جاتی ہے

۸۔ شورش صاحب کے دو اقتباس

شورش صاحب کا انداز تحریر و تقریر جماعت احمدیہ کے بارے میں نہایت جارحانہ رہا ہے۔ چٹان کے آخری پرچہ میں یہ جارحیت انتہا کو پہنچ گئی (۲۷ر اکتوبر ۷۵ء ص۳) اب ان کی وفات کے بعد اس بارے میں اس دنیا میں شکوہ کا سوال نہیں تاہم۔ ہم چاہتے ہیں کہ چٹان کے صرف ایک آخری پرچہ سے دو اقتباس تاریخ کے لئے محفوظ کر دیئے جائیں۔

اوّل: شورش صاحب نے اداریہ زیر عنوان "میرزائیو باز آجاؤ ورنہ تمہارا علاج ہمارے پاس ہے" میں لکھا کہ:۔

"ہم ان کے چہرے سے نقاب اٹھانے کا تہیہ کر چکے ہیں فی الحال انہیں وارننگ دے رہے ہیں کہ باز آجاؤ ورنہ ہم تمہیں ایسا سبق سکھا سکتے ہیں کہ تم اس ملک سے رخت سفر باندھ کر چلے جاؤ۔"

(چٹان ۔ ۱۳ر اکتوبر ۷۵ء)

دوم: اسی شمارہ میں دوسری جگہ لکھا کہ:۔

"وہ (احمدی) مسلمانوں کی اس ریاست میں حقیر سے حقیر اقلیت ہیں اور دستور میں ان کا مقام طے ہو جانے کے بعد ان کی حفاظت ہمارا اخلاقی ۔ اسلامی یا پھر قانونی و معاشرتی فرض ہے۔ ہم لوگ چاہیں تو ان کے لئے پاکستان کی زمین قبر سے بھی زیادہ تنگ ہو جائے۔"

(چٹان ۔ ۱۳ر اکتوبر ۷۵ء ص۳)

الفرقان: زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے انسان کے لئے یہی مناسب اور سزاوار ہے کہ وہ خاکساری اور فروتنی سے زندگی بسر کرے اور کوئی ناروا تعلّی کا کلمہ منہ سے نہ نکالے۔

۹۔ شورش صاحب کی نماز جنازہ مفتی محمود نے پڑھائی

اخبار لولاک لائلپور میں درج ہے کہ:۔

"نماز جنازہ یونیورسٹی گراؤنڈ میں مولانا مفتی محمود نے پڑھائی اور اس میں ہزاروں افراد شریک ہوئے۔"

(۳ر نومبر ۷۵ء)

جناب شورش نے اپنے اخبار میں مفتی محمود اور جمعیۃ علماء اسلام کے سب علماء کے بارے میں حسب ذیل وصیت کر رکھی تھی:۔

"ہم اپنے رب سے ہر صبح یہی دعا کرتے ہیں کہ اے پروردگار عالم منبر رسالت کے ان وارثوں سے محفوظ رکھنا ہم میں ان کے احسان لینے کا یارا نہیں رہا۔ ان کے ہاتھ کا پانی ہمارے لئے حرام کر دے اور اگر ان کی نگہ لطف سے

زندگی بڑھتی ہو تو گھٹا دے۔ ان سے عزت ملتی ہو تو ذلت اچھی مر جاؤں اور کوئی مسلمان جنازہ پڑھانے والا نہ ملے تو ان سے جنازہ پڑھوانا ایسا ہی ہے جیسا کسی مسلمان کی لاش کو چتا پر رکھا جائے۔ ان کو جنازہ پر شریک کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ لاش اٹھا کر بازار میں پھینک دی جائے۔ جسم کتے کھا جائیں۔ نہ ہم ان کے نہ وہ ہمارے۔ تیر بے ہدف نہیں کئے جاتے زندگی میں ایک ہی دفعہ ہوتے ہیں"

(چٹان ۔ ۸ فروری ۱۹۷۱ء)

الفرقان: اس وصیت کے باوجود مفتی محمود صاحب کے جنازہ پڑھانے پر شورش صاحب کی روح کا کیا حال ہوا ہوگا؟

۱۰۔ شرعی مسلمان نہیں سیاسی مسلمان ہیں

شورش کاشمیری کی ادارت کے آخری چٹان کے اداریہ کو ... وقت نے ان کے "الوداعی پیغام" کے طور پر نقل کیا ہے ہم اس آخری چٹان کے اسی اداریہ سے ذیل کے دو اقتباس ناظرین کے ملاحظہ کے لئے پیش کرتے ہیں۔ شورش صاحب لکھتے ہیں:-

(الف) "ہم ایک مسلمان کی حیثیت سے عصری مسائل کی بوقلمونیوں کو جانتے اور پہچانتے ہوئے اس بدیہی حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ ملت اسلامیہ کے عالمگیر ضعف کا سبب شہنشاہیت، ملائیت اور خانقاہیت کے وہ مظاہر و آثار ہیں جن کی بدولت سرمایہ داری اور جاگیرداری کے عوارض هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي ہو کے رہ گئے ہیں اور جنہیں سب سے زیادہ منبر و محراب نے طاقت بخشی ہے۔ اسلام کہاں ہے؟ یہ ایک بڑا پیچیدہ سوال ہے۔ اگر ہم اسلام پر کاربند ہوتے اور ہمیں قرآن و سنت کی راہیں عزیز ہوتیں تو بلاشبہ ہم سیاسی مسلمان نہ ہوتے شرعی مسلمان ہوتے اور ہمارا آفتاب اس طرح گہنا یوں نہ جاتا۔"

(ب) "اگر علماء میں اخلاص فی العمل ہوتا اور وہ اپنے رب کے وفادار ہوتے تو اشتراکیت کے مقابلہ میں خار و خس نہ ہوتے۔ اب ہم ان سے کیونکر اور کیسے عرض کریں کہ اے وارثانِ منبرِ رسولؐ! اسلام سے انصاف کرو۔ وقت کی رَو کو دیکھو۔ عام مسلمان اب بھی اللہ سے ڈرتے اور محمدؐ کے عشق سے سرشار ہیں۔ تمہاری بدعملیوں اور بدرویوں نے لادین اشتراکیت کو حوصلہ دلا رکھا ہے کہ وہ اسلام کے اس ملک میں اپنے فلسفہ کو جارحانہ اعتماد سے پیش کرتے اور تم ہو کہ بدعات کی معرفت سوادِ اعظم کی مہمل اصطلاح

کے محل میں بیٹھ کر مسلمانوں کے اس ملک
میں اسلام کی رسوائی و لپسپائی کا تماشا
کر رہے ہو۔"
(چٹان ۲۷ اکتوبر ۷۵ء)

الفرقان: ہر دو اقتباس خاص توجہ اور غور سے پڑھے جانے کے قابل ہیں۔ شورش صاحب "شرعی مسلمان" ہونے سے انکاری ہیں صرف "سیاسی مسلمان" ہیں اور علماء کی بدتر حالت پر آخری دن تک نوحہ کناں ہیں۔

۱۱۔ افغانستان میں حضرت لوطؑ کی قبر

اکتوبر ۱۹۳۳ء میں سید سلیمان صاحب ندوی نے علامہ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب اور سید راس مسعود صاحب کی معیت میں افغانستان کا سفر کیا اور ایک کتاب سیر افغانستان کے نام سے شائع کی اس میں لکھا ہے:۔

"فتح آباد کی تیل والی دوکان میں پہنچ کر
موٹر میں جب تیل ڈالا جانے لگا......
اس دوکان کے ملازم بھی ہندوستانی
تھے۔ انھوں نے چائے سے تواضع فرمائی
انھوں نے مجھے بتایا کہ یہاں سے چند میل
پر ایک مزار ہے۔ جس کی نسبت یقین
کیا جاتا ہے کہ وہ حضرت لوطؑ کی
قبر ہے اور لوگ اس کی زیارت کو جاتے ہیں"
(سیر افغانستان از سید سلیمان ندوی۔
شائع کردہ: نفیس اکیڈیمی عابد روڈ حیدرآباد دکن
مطبوعہ مئی ۱۹۴۵ء صفحہ ۲۴)

الفرقان: اگر فی الواقع یہ حضرت لوطؑ کی قبر ہو تو افغانوں کے بنی اسرائیل ہونے پر ایک اور دلیل قائم ہو جائے گی۔

۱۲۔ قرآن حکیم اصل میں مسکینوں اور غریبوں کی تنظیم ہے۔

ہجرت نبویؐ کے اسباب کے سلسلہ میں ماہنامہ الولی حیدرآباد سندھ لکھتا ہے:۔

"گو قرآن حکیم کی انقلابی تعلیم میں قتال و
جدال داخل ہے جیسے ہر ایک انقلابی
تحریک میں ہوتا ہے لیکن اصل میں یہ مسکینوں
اور غریبوں کی تنظیم ہے وہ معاشی توازن
اس لئے چاہتا ہے کہ خدا پرستی کے لئے
فراغت پا سکے اس لئے امن کے پھیلنے اور
منظم ہونے کے لئے قتال و جدال کی بہ
نسبت امن و امان کی زیادہ ضرورت ہے۔"
(ماہنامہ الولی حیدرآباد۔ جولائی ۷۵ء صفحہ ۲۹)

الفرقان: اشاعت اسلام کے لئے امن و امان کی ضرورت ہے نہ کہ قتال و جدال کی۔ یہی صحیح نظریہ ہے جو خود قرآن مجید سے ثابت ہے۔

○

الفرقان کا "نعت نبویؐ نمبر" تیار ہو رہا ہے
انشاء اللہ دسمبر کا شمارہ نعت نبویؐ نمبر ہوگا۔ احباب
ابھی سے اپنی کاپیاں حسب استطاعت بک کرالیں (منیجر)

مدحِ نبوی میں حضرت مسیح موعود کا ایک شعر

حقیقت ہے مُبالغہ نہیں

جناب خان محمد عیسیٰ جان صاحب ۔ ٹورنٹو (کینیڈا)

(۱)

قرآن مجید نے سورۃ الشعراء میں شاعروں کے دو گروہوں کی نشان دہی فرمائی ہے۔ ایک گروہ قابلِ مذمت اور دوسرا قابلِ تحسین۔ جن شعراء کی مذمت ہوئی ہے اُن کے متعلق فرمایا:۔

"وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ"

کہ ان کے پیچھے چلنے والے گمراہ ہوتے ہیں

چنانچہ دیکھ لیجئے سنیما اور تھیٹروں میں فلم سٹار اور دوسرے قابلِ شرم اشعار گانے والے کس طرح ہمارے ملک کے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اب تو گلی گلی اور گھر گھر میں ان کے گندے اشعار فخریہ انداز میں دوہرائے جاتے ہیں اور سننے والے جھوم جھوم کر سنتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے طرح کوبرا سانپ بین کی آواز پر جھومتا ہے۔ اب تو ریڈیو اور ٹی۔ وی پر فحش قسم کے گانے سننے کا شوق اتنا بڑھ گیا ہے کہ صبح نیند سے اُٹھتے ہی ریڈیو لگا لیتے ہیں اور جب تک تین چار فلمی گانے نہ سن لیں ان کا خمار نہیں اترتا۔ بلکہ اب تو ان کو گانے کی مہارت اتنی حاصل ہو گئی ہے کہ ساز بجتے ہی بتا دیتے ہیں فلاں گانا آرہا ہے پھر گانے والے کا نام اور جس فلم میں وہ گایا گیا ہے اس کا نام اس طرح بتا دیتے ہیں جیسا ان کو ازبر یاد ہے۔ غرض گندے اشعار یاد کرنے اور سننے کی طرف عوام کی توجہ اس طرح لگی رہتی ہے گویا کہ قوم اور ملک کی ترقی کا راز گانے بجانے میں ہی مضمر ہے۔ ایسے شعراء کی اللہ تعالیٰ نے سخت مذمت فرمائی ہے جن کے اشعار گندے اور اخلاق سوز ہوتے ہیں۔ مگر دوسرے شعراء جن کی تعریف ہوئی ہے ان کے متعلق فرمایا ہے:۔

"اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا"

یعنی وہ اللہ پر ایمان لانے والے نیک

اور صالح عمل کرنے والے اور اپنے اشعار میں
کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے ہیں۔

بیشک ایسے شعراء کا وجود قوم و ملک کے لئے مفید اور بابرکت ہوتا ہے پس اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے اچھی قسم کی شعرگوئی سے منع نہیں فرمایا۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کی تعلیم زبور کا بیشتر حصہ اشعار میں ہے۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ اور امت کے سینکڑوں بزرگ ایسے گزرے ہیں جنہوں نے اشعار کہے اور اچھے کہے جو ان کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عربی، اردو اور فارسی میں اللہ اس کے رسولؐ اور قرآن مجید کی تعریف میں کثرت سے اشعار کہے جن کے پڑھنے سے انسان کی روح وجد میں آ جاتی ہے۔

(۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار پر بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں زیادہ مبالغہ سے کام لیا ہے مثلاً آپ کا یہ شعر ہے ؎

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہِ ذقن
واں مسیحِ ناصری شد از دمِ او بے شمار

وہ لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن ہزاروں یوسفوں کے حسن کی طرح کس طرح ہو سکتا ہے اور آپ کے دم سے بے شمار مسیح کیونکر پیدا ہوئے؟ مگر یہ اعتراض محض قلتِ تدبر کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے اگر اس شعر پر غور کیا جائے تو ان کا یہ اعتراض بالکل بودہ نظر آئے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے محبوب آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا عشق تھا اور اس میں کسی کو کلام نہیں کہ آپ کا عشق اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ آپ کو بانگِ دہل پکارنا پڑا ؎

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یعنی اللہ تعالیٰ کے بعد میں اپنے پیارے محبوبؐ کے عشق کی شراب میں اس قدر مخمور ہو چکا ہوں کہ اب میری قوم اگر اس خمار کی وجہ سے مجھے کافر گردانتی ہے تو خدا کی قسم مجھے یہ کفر بہت پسند ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کافر ہونے پر خوش ہوں۔

غرض آپ کی تمام تحریرات عشق سے اٹی پڑی ہیں اور آپ کی کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں آپ نے اپنے عشق کا اظہار نہ کیا ہو۔ پس معترضین کو سمجھ لینا چاہیئے کہ حسن ایک نسبتی اور ذوقی چیز ہے اگر کسی عاشق سے پوچھا جائے کہ وہ معشوق کے حسن کی تعریف کرے تو وہ سوال کرنے والے کو اول درجہ کا بیوقوف اور جاہل مطلق سمجھے گا۔ مجنوں کی نگاہ میں لیلیٰ کا حسن دنیا کے تمام حسینوں سے بڑھ کر تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ بہت سے خوبصورت بچوں کو قطار میں بٹھا دیا گیا اور ان میں ایک بدصورت بچہ۔ کالے سیاہ رنگ والا جس کے منہ سے رالیں ٹپک رہی تھیں۔ بھی بٹھایا گیا۔ اور اس بچہ کی ماں کو تاج دے کر کہا گیا کہ وہ ان بچوں میں سے حسین ترین بچہ کے سر پر تاج رکھ کر آ جائے۔ اس نے ایک ایک بچہ کو غور سے دیکھا اور بالآخر اپنے بچہ کے سر پر تاج رکھ کر آ گئی۔ اس سے پوچھا گیا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا۔

"میری نگاہ میں سب سے زیادہ میرا بچہ ہی حسین
تھا اس لئے میں نے تاج اسی کے سر پر رکھا"

غرض محبت اور عشق ظاہری حسن کی وجہ سے پیدا نہیں ہوتا۔ اس کا تعلق دل اور نگاہ سے ہوتا ہے۔

(۳)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دونوں لحاظ سے حسین تھے ظاہری لحاظ سے بھی اور باطنی لحاظ سے بھی۔ اور یہی چیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گرویدہ کر چکی تھی پھر جس کو اللہ تعالیٰ سراج منیر کا خطاب دے وہ کیونکر دنیا کے حسینوں سے زیادہ حسین نہ ہو؟

دوسرا مصرع بھی واضح ہے اور حقیقت پر مبنی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ میں فی الواقع ایسی برقی طاقت ہے کہ آپ کے دم سے بے شمار ایسے انسان پیدا ہوتے جو مسیحی خصلت اپنے اندر رکھتے تھے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ
بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ"

میری امت کے علماء ربانی بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔

اور اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ اس امت میں بے شمار اولیاء، اقطاب اور ابدال پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے نتیجہ میں بڑے بڑے مسیحانہ کام سرانجام دیئے ہیں۔ حضرت معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں:۔

؎ دم بدم روح القدس اندر معینے مے دمد
من نمے گویم مگر من عیسیٔ ثانی شدم

یعنی روح القدس (حضرت جبرائیل علیہ السلام) بار بار مجھے کہہ رہا ہے کہ تو عیسیٰ ثانی ہو گیا ہے۔

اسی طرح حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں

؎ عیسیم لیکن ہر آنکہ یافت جاں
از دم من او بماند جاوداں
شد ز عیسیٰ زندہ لیکن باز مرد
شاد آنکہ جاں بدیں عیسیٰ سپرد

یعنی میں بھی عیسیٰ ہوں جس نے مجھ سے زندگی پائی وہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گیا مگر جن کو عیسیٰ نے زندہ کیا تھا وہ دوبارہ مر گئے اس لئے مبارک ہیں وہ جو مجھ سے زندگی پاتے ہیں۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس قدر تعریف اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی کی ہے وہ واقعات اور حقائق پر مبنی ہے۔ ان میں شائبہ بھر مبالغہ نہیں۔

○

شکریہ اور مزید دُعا کیلئے درخواست

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے خاکسار کو فرزند عطا فرمایا ہے۔ محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر جماعت احمدیہ لائلپور نے عمران احمد نام تجویز کیا ہے بہت سے احباب نے الفضل میں اعلان پر دعاؤں کے ساتھ مبارک باد بھی دی ہے اللہ تعالیٰ سب بھائیوں کو جزائے خیر دے۔ مزید دعاؤں کی درخواست ہے۔

خاکسار
محمد الدین۔ مربی سلسلہ احمدیہ لائلپور

○

ریل کے سفر میں دلچسپ گفتگو

محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح و ارشاد

خاکسار عبدالمالک خان اور عزیز مکرم محمد انیس الرحمان صاحب بنگالی مربی سلسلہ احمدیہ جہلم سے واپس آ رہے تھے گجرات سے جب گاڑی روانہ ہوئی تو ایک صاحب نے ہمیں اپنی سیٹ کے سامنے والی سیٹ پر بیٹھنے کی دعوت دی جو قبول کر لی گئی اور پھر سلسلہ گفتگو سوال و جواب کی صورت میں یوں شروع ہوا جو افادۂ عام کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے :-

سوال : کیا آپ لائلپور تشریف لے جا رہے ہیں؟

جواب : جی ہاں!

سوال : کیا آپ وہاں رہتے ہیں؟

جواب : جی نہیں میں ربوہ رہتا ہوں۔

اس جواب پر وہ چند سیکنڈ کے لئے خاموش ہو گئے ان کے چہرے کا اتار چڑھاؤ دیکھ کر عرض کیا گیا کہ :-

میں دراصل رامپور ریاست کا رہنے والا ہوں اور علی برادران سے تعلق رکھتا ہوں۔ میرے والد صاحب کا نام ذوالفقار علی خان ہے اور میں مولانا محمد علی صاحب اور مولانا شوکت علی صاحب کا بھتیجا ہوں۔

یہ سنتے ہی وہ ورطۂ حیرت میں پڑ گئے اور غور سے میری طرف دیکھنے لگے۔ انہوں نے کہا کہ :-

آپ تو بہت بڑے شہرت یافتہ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ مولانا آپ کس کیچڑ میں پھنس گئے؟

جواب : میں آپ کی ہمدردی کا بہت ممنون ہوں اور کئی لوگوں نے کئی دفعہ اس قسم کی ہمدردی کا اظہار کیا ہے لیکن مجھے شکایت ہے کہ آج تک کسی نے اس کیچڑ سے مجھے نکالا نہیں اور میں نے ان سے ہر دفعہ یہ درخواست کی ہے کہ مجھے اس کیچڑ سے نکالا جائے تو انھوں نے دلائل سے مطمئن کرنے کی بجائے تیر و نشتر کی راہ اختیار کی اور مجھے دلائل سے سمجھانے کی بجائے جبر و اکراہ کا راستہ اختیار کیا۔ آپ مجھے دلائل سے مطمئن کر دیں تو میں آپ کی بات مان لوں گا کیونکہ میں نے حضرت مرزا صاحب کو کسی رشتہ داری کی بناء پر نہیں مانا اور نہ ہی مجھے کوئی لالچ ہے۔ خدا نے میری ہر تمنا پوری کی اور اس کے فضل سے اس کا دیا سب کچھ میرے پاس ہے۔ میں نے سارے ہندوستان کا سفر کیا ہے اور ہر بڑے مدرسے کے اکثر و بیشتر علماء کرام سے ملاقاتیں کیں اور ان سے سوال و جواب کی صورت میں گفتگو

کر تا رہا ہوں۔ خدا کے فضل سے مجھے ہر میدان میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے اور کوئی عالم اور مکتبِ فکر دلائل و براہین سے مجھے قائل نہ کر سکے اور حضرت مرزا صاحبؑ کے بیان فرمودہ دلائل کو توڑ نہ سکے۔ پس میں نے حضرت مرزا صاحبؑ کو خدا اور اس کے پیارے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلّم کے احکام کی تعمیل میں قبول کیا ہے اور چونکہ مجھے اس خدا کو اپنا منہ دکھانا ہے اس لئے تقویٰ کی راہ اختیار کرتے ہوئے مَیں نے بہتری اور نجات اسی میں سمجھی کہ اس مسیح موعودؑ کو مان لیا جائے جو اس زمانے کا امام ہے اور جسے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا سلام پہنچانے کا حکم دیا ہے۔ آپ کے علم میں کوئی دلیل ہے تو فرمائیے۔ میں متعصب آدمی نہیں ہوں با دلیل اور وزنی بات ہو تو میں آپ کی بات مان لوں گا۔

سوال: کیا آپ آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیّین مانتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! میں آپؐ کو خاتم النبیّین مانتا ہوں اور میرا ایمان اور اعتقاد یہی ہے کہ آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیین ہیں۔ اور جو آپؐ کو خاتم النبیّین نہیں مانتا مَیں اسے دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔

سوال: پھر آپ مرزا صاحب کو نبی کیوں مانتے ہیں؟ جبکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا؟

جواب: جناب! آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہی فرمایا تھا کہ میرے بعد حضرت عیسیٰ نبی اللہ آئیں گے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور آنے والا مسیح نبی اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے آئیگا اور آپؐ نے اس بات کی پیشگوئی اور بشارت امت محمدیہ کو دی ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔ ہم حضرت مرزا صاحبؑ کو حضرت رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم کی بشارت کی رُو سے امتی نبی مانتے ہیں۔

سوال: قرآن کریم میں کہاں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے؟

جواب: سورۃ مائدہ کے آخری رکوع میں لکھا ہے کہ "وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ" حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ جب تک میں اپنی قوم میں رہا ان کی نگرانی کرتا رہا اور جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان کا نگران تھا۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ اس آیت کو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات پر چسپاں کر کے بتایا کہ توَفّی کے معنے قبضِ روح ہیں۔ چنانچہ بخاری کتاب التفسیر میں یہی درج ہے۔

سوال: قرآن کریم میں تو بَلْ رَفَعَهُ اللهُ إِلَيْهِ آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسم کے ساتھ خدا نے

آسمان پر اٹھالیا ہے۔

جواب: اس آیت میں نہ تو آسمان کا لفظ ہے اور نہ یہ بتایا گیا ہے کہ جسم کے ساتھ وہ اٹھائے گئے۔

اس آیت میں تو یہ بتایا گیا ہے کہ خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھایا اور عربی زبان میں جب خدا نے کسی بندے کا رفع اپنی طرف کیا جانا بیان کیا ہے تو اس کے معنے ہمیشہ درجات کی بلندی اور قرب الٰہی کا حصول ہوتا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں بلعم باعور کے لئے یہ لفظ رَفع آیا ہے۔ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت فرمایا۔ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ حضرت علیؓ نے بھی بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے بلایا اور آپ کا رَفع اپنی طرف کیا۔ لیکن اس سے آپ کے متعلق کوئی نہیں کہتا کہ آپ بھی زندہ آسمان پر ہیں۔ اسی طرح ہر مسلمان ہر نماز میں اَللّٰهُمَّ ارْفَعْنِيْ کی دعا دو سجدوں کے درمیان کرتا ہے مگر کوئی یہ نہیں سمجھتا کہ خدا سے وہ یہ کہہ رہا ہے کہ مجھے آسمان پر جسم کے ساتھ اٹھالے۔

سوال: مرزا صاحب نے کبھی نبی ہونے کبھی مجدد ہونے کبھی ابراہیمؑ اور کبھی موسیٰ اور یعقوبؑ ہونے کا متضاد دعویٰ کیا ہے۔ ہم کس بات کو مانیں؟

جواب: محترم! میں کسی کا بیٹا ہوں، اور کسی کا باپ بھی ہوں کسی کا بھانجا ہوں اور کسی کا بھتیجا ہوں۔ یعنی اپنے باپ کا بیٹا ہوں اور اپنے چچا کا بھتیجا ہوں اور اپنے بیٹے کا باپ ہوں۔ ماموں کا بھانجا ہوں آخر آپ میرے ان سب دعاوی کو مانتے ہیں یا نہیں؟ حالانکہ میں بحیثیت فرد کے ایک ہوں لیکن اعتبارات کے اختلاف کی وجہ سے مختلف نام دیئے گئے۔

اس پر ان کے ایک ساتھی نے ان کو کہا کہ آپ بتائیے آپ کے پاس کیا جواب ہے؟ ریل کے ڈبے میں موجود دیگر احباب بھی اس گفتگو کو سن رہے تھے۔ خاکسار نے واضح کیا کہ متعدد دعاوی مختلف اعتبار سے ہیں۔ ان کو مدّنظر رکھنا ضروری ہے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ۹۹۔ اسماء مبارکہ ہیں۔ اس جواب کو سننے کے بعد وہ کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئے۔ اور پھر سوچنے کے بعد کہنے لگے

سوال: مرزا صاحب نے تو علماء کو سؤر کہا ہے۔

جواب: یہ غلط ہے آپؑ نے تو یہ لکھا ہے کہ ہم صالح علماء کی ہتک سے پناہ مانگتے ہیں خواہ وہ کسی مذہب کے عالم ہوں۔

سوال: میں آپ کو کتاب دکھا سکتا ہوں!

جواب: میں ضرور دیکھوں گا۔ شرط یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی کتاب ہو اور آپؑ ہی کا ترجمہ ہو۔

اس موقع پر ان کے ایک ساتھی جوش میں آکر کہنے لگے کہ ایک وقت اور ایک مقام مقرر کر لیں اور مجھے بھی اس اجلاس میں بلالیں۔ پھر فیصلہ ہو جائے گا۔ اس پر انھوں نے اپنے ساتھی کی تحریک پر میرا پتہ نوٹ کیا اور اپنا پتہ مجھے دیا اور کہا کہ سیالکوٹ جا کر آپ کو متعلقہ کتاب دکھا دیں گے جسے خاکسار نے منظور کر لیا اور کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ قرآن کریم نے ان اہل مکہ کو جو سخت بدزبان اور اسلام کے دشمن تھے

سؤر اور بندر قرار دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی کتاب میں ان پادریوں کو جو اسلام پر حملہ آور تھے اور ہمارے پیارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اتہام لگاتے تھے۔ فرمایا کہ یہ دشمنِ اسلام جنگل کے سوروں کی طرح حملہ آور ہیں۔ یہ لفظ عام علماء کے لئے استعمال نہیں کیا بلکہ یہ تو دشمنِ اسلام کے لئے استعمال کیا ہے جیسے پادری عماد الدین وغیرہ۔ چنانچہ فرمایا:-

"ان العدا صاروا خنازیر الفلا"

یعنی دشمنانِ اسلام جنگل کے سؤر ہوگئے ہیں یعنی ان کی طرح اسلام پر حملہ آور ہیں

سوال: مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں بے شمار دفعہ "لعنت لعنت" لکھا ہے۔

جواب: یہ درست ہے کہ آپ نے اپنی کتاب "نور الحق" میں ایک ہزار مرتبہ یہ لفظ لکھا ہے لیکن دراصل قرآن کریم نے جن لوگوں کی بابت فرمایا ہے کہ خدا کی اور فرشتوں کی اور تمام مومنوں کی ان پر لعنت ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ساٹھ کروڑ تو مسلمان ہیں۔ فرشتوں کی تعداد بے شمار ہے جن لوگوں پر خدا کی اور فرشتوں کی اور مومنوں کی لعنت ہے انہی کی بابت آپ نے لکھا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو قرآن کریم کو انسان کا کلام قرار دیتے ہیں اور اس کو جھوٹ کا مجموعہ سمجھتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ میں نے جو تفسیر لکھی ہے اس کا جواب لکھو تو پانچ ہزار روپیہ انعام حاصل کرو اور اگر جواب نہ لکھو تو ہزار لعنت کے وارث ہوگے

اس پر وہ خاموش اور لاجواب ہوگئے۔ تھوڑی دیر چپ رہنے کے بعد پھر سوال کرنے لگے:

سوال: مرزا صاحب کو انگریزوں نے کھڑا کیا کہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کریں؟

جواب: اگر یہ بات درست مان لی جائے تو ان علماء کو جھوٹا قرار دینا پڑے گا جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں آپ کے متعلق گورنمنٹ انگریزی کو یہ اطلاع دی کہ یہ شخص خطرناک ہے۔ حکومت کا باغی ہے اور ایسے مضامین شائع کئے جن میں آپ کو انگریزی حکومت کا باغی قرار دیا گیا۔ اگر یہ علماء سچے ہیں تو آپ کا یہ کہنا کہ انگریز نے مسلمانوں میں تفرقہ کے لئے کھڑا کیا غلط ہے اور اگر آپ کی بات درست ہے تو ان علماء کا بیان یقیناً غلط ہوگا۔ لہٰذا پہلے یہ فیصلہ ہونا چاہیئے کہ صحیح کیا ہے۔ آپ غور کریں کہ حضرت مرزا صاحب کے زمانہ کے لوگ تو آپ پر بغاوت کا الزام لگاتے ہیں اور آج کل کے زمانہ میں یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ آپ کو معاذ اللہ انگریز نے کھڑا کیا تھا۔ ہمارے نزدیک یہ دونوں باتیں درست نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اپنے دعویٰ کی بنا قرآن کریم اور احادیث صحیحہ اور الہاماتِ الٰہیہ پر رکھی جب آپ پر لوگوں نے بغاوت کا الزام لگایا تو آپ نے اس کے جواب میں لکھا کہ اس حکومت نے مذہبی آزادی دے رکھی ہے اور اسلام اس بات سے منع کرتا ہے کہ محسن سلوک کرنے والوں سے [illegible]

پر لوگوں کی ہدایت۔ جاپان تک مذہبی عقائد کا تعلق تھا آپ پہلا وہ پہلے شخص تھے جس نے یہ اعلان کیا کہ موجودہ بگڑی ہوئی عیسائیت ہی دجالیت ہے جس کے نمائندے وہ ہیں جو حضرت عیسیٰؑ کو خدا اور خدا کا بیٹا مانتے ہیں آپ ہی نے یہ اعلان فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ صلیب پر نہیں مرے اس کے دلائل دیئے اور طبعی موت کا ثبوت بہم پہنچایا۔ نیز تحقیق سے یہ ظاہر کیا کہ مسیح علیہ السلام ہندوستان آئے اور کشمیر میں آپ کا مزار ہے۔ انگریز نے اگر آپ کو کھڑا کیا تھا تو یہ دلائل کیا اس نے اپنے خلاف خود آپ کو فراہم کئے۔ احادیث صحیحہ، اناجیل، کتب مقدسہ اور تاریخ سے ثبوت دیئے کہ ان سے مسیح کی وفات اور کشمیر میں دفن ہونا ثابت ہے جو آپ نے اپنی کتاب "مسیح ہندوستان میں" فرماتے ہیں۔ کیا انگریز نے اپنے عقائد پر ضرب کاری لگانے کے لئے آپ کو خود کھڑا کیا؟ اور اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی ماری۔ جس نے عقیدہ تثلیث میں اضمحلال پیدا کر دیا اور آج عیسائیت اس کے دلائل کے سامنے دم توڑ چکی ہے۔

اسی اثنا میں ریل لائل پور پہنچ گئی۔ اور ہم اتر کر اپنے اپنے گھروں کو واپس آ گئے۔ الحمد للہ!

ایڈیٹر کے نام دو مکتوب

مکرم حکیم عبد المجید صاحب گوجرانوالہ سے تحریر فرماتے ہیں:۔

(۱) "یہ حقیقت ہے کہ الفرقان بہترین تبلیغی اور علمی رسالہ ہے جسے ایک ہی نشست میں ختم کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مومن اور ناسخ کے کلام میں عقیدہ مہدویت کے آثار پر برادرم مکرم مولانا مسعود صاحب شاہد کا مضمون بہت پسند آیا۔ جاپان کے بارے میں برادرم عطاء المجیب راشد کی دوسری قسط بھی دیکھی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سرزمین مشرق میں اسلام کے جلوہ ریز ہونے کا نظارہ جلد دکھائیں۔ آمین!

مکرم و محترم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم کی تجویز سے مجھے کلی اتفاق ہے۔ میرا نام بھی ان پرچوں کے خریداروں میں شامل فرمالیں۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) جلسہ سالانہ پر انہیں حاصل کروں گا یہ بہترین ذریعہ تبلیغ بن سکتا ہے مجھے اپنے دوستوں سے پوری امید ہے کہ وہ اس مبارک تجویز کو تحریک کی شکل دے دیں گے اور الفرقان کی زیادہ سے زیادہ کاپیاں اپنے زیر اثر دوستوں تک پہنچا کر چاروں طرف پھیلنے کا بھی موجب ہو کر ثواب کمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کی مساعی جمیلہ میں برکت ڈالے اور اس نعمت کبریٰ کو شاندار رنگ میں پیش کرنے کی سعادت بخشتا رہے!"

(حکیم عبد المجید)

مکرم جناب محمد اسلم صاحب رانا شاہدرہ لاہور سے تحریر فرماتے ہیں:۔

(۲) "اکتوبر کے شمارہ میں جناب منظور احمد خان کا مقالہ بعنوان "اسلام میں عورت کا مقام" پڑھ کر طبیعت سیر ہو گئی۔ امید ہے کہ "الفرقان" کی وساطت سے ان کی خدمت میں ہدیہ ہائے تشکر و تبریک پہنچ جائیں گے۔ ناقص رائے میں اس مقالہ کو پمفلٹ کی صورت میں شائع کرنا ایک عظیم خدمتِ اسلام ہوگی۔"

(محمد اسلم رانا شاہدرہ۔ لاہور)

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح

اور

عقیدۂ نسخ فی القرآن

محترم جناب شیخ عبد القادر صاحب لاہور

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف فتوح الغیب میں روحانیت کے موتی اس خوبصورتی سے بکھیرے ہیں کہ پڑھنے والا کسی اور ہی عالم میں پہنچ جاتا ہے۔

سید محمد فاروق قادری نے اس کتاب آسمانی کا اردو ترجمہ المعارف لاہور کی طرف سے شائع کیا ہے۔ سرورق ملاحظہ ہو:

فتوح الغیب

معارف و حقائق الٰہیہ کی الہامی دستاویز

فتوح الغیب کے نسخوں میں جو اختلاف ہے اس کے لئے حواشی میں وضاحت کی گئی ہے۔ یہ حاشیے بہت قیمتی ہیں۔ زیادہ تر لاہوری اور مصری نسخے کے اختلاف گنے گئے ہیں۔ اس مقابلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرورِ زمانہ کے ساتھ فتوح الغیب کو بھی تغیر و تبدل کا تختۂ مشق بنایا گیا۔ مقالہ ۵۵ چھیالیس سطور پر مشتمل ہے اس کے نیچے نوٹ ہے:

"یہ مقالہ لاہوری نسخے میں بالکل مختصر ہے ہم نے مصری نسخے کے مطابق مفصل مقالے کا ترجمہ کر دیا ہے۔" (ص۲۱۶)

اسی طرح مقالہ ۲۱ کے نیچے نوٹ ہے:۔

"مصری نسخے میں یہ مقالہ قدرے مختصر ہے"

مترجم نے نسخہ جات کے اختلاف کی بہت سی مثالیں پیش کی ہیں۔ ان دو مثالوں سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ فتوح الغیب کے نسخے حشو و زوائد سے پاک نہیں ہیں۔ ایک جگہ نوٹ ہے:۔

"مصری نسخے کی عبارت سیاق کے خلاف اور غلط ہے۔" (ص۹۴)

نیز "مصری نسخے میں وعلی من ھو

فوقیت نہیں ہے جو بالکل غلط ہے" (ص ۱۲۱)

"مصری نسخے میں عبارت اس طرح ہے .... اور یہ بالکل غلط ہے" (ص ۱۲۶)

"مصری نسخے کی عبارت اپنے سیاق کے لحاظ سے غلط ہے" (ص ۲۷)

"لاہوری نسخے کی عبارت یوں ہے ... . اور یہ غلط ہے" (ص ۵۸)

"مصری نسخے میں یہ جملہ زائد ہے" (ص ۶۲)

"لاہوری نسخے کا یہ جملہ غلط ہے" (ص ۹۳)

یہ مثالیں میں نے اس لئے دی ہیں کہ قارئین یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ فتوح الغیب کے پرانے نسخوں میں تغیر و تبدل موجود ہے۔ یہ نسخے حشو و زوائد سے پاک نہیں ہیں۔

غلط ترین عبارت

ہمیں افسوس ہے کہ مترجم نے جہاں اتنی عرق ریزی سے کام لیا ہے وہاں ایک غلط ترین عبارت کے ترجمے میں ان سے بھول ہو گئی۔ یہاں سیاق و سباق والے "قاعدے" پر انہوں نے عمل نہیں کیا۔ یہ عبارت مقالہ "احوال معرفت" میں پائی جاتی ہے:

"کئی آیات اور قرآنی سورتیں جن پر عمل کیا جاتا رہا۔ محرابوں میں تلاوت کی جاتی رہیں اور مصاحف میں لکھی ہوئی تھیں۔ کو منسوخ کر کے ان کی جگہ دوسری آیات نازل کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی طرف متوجہ کیا گیا۔ یہ تو ظاہری شریعت کی بات تھی۔" (ص ۲۱۲)

یہ عبارت کیا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے؟ ہر حامی اور عارف کہے گا — نہیں نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ مولویوں کا عقیدہ ناسخ و منسوخ ہے اور اس کی بھی ایک صورت غلط ہے۔ یہ ایک فنا فی الرسول، عاشق قرآن کا عقیدہ نہیں ہو سکتا۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علماء ظاہر کے عقیدہ ناسخ و منسوخ کی تردید فرما رہے تھے لیکن عبارت میں تصرف کر کے اسے حسب حال بنا لیا گیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ فرمان خداوندی "ما ننسخ من آیۃ او ننسہا" کی ایک تفسیر علماء ظاہر کرتے ہیں اور ایک علماء باطن، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح نے علماء ظاہر کی تفسیر پیش کرنے کے بعد لکھا ہے کہ:—

"یہ تو ظاہری شریعت کی بات تھی"

مقصود یہ تھا کہ یہ تفسیر علماء ظاہر نے پیش کی ہے لیکن افسوس کہ اس بات کو منسوب کر دیا گیا غوث اعظم محبوب سبحانی کی طرف۔ آپ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ یہ بات علماء ظاہر پیش کرتے ہیں۔ آیہ مبارکہ کا باطنی مفہوم کچھ اور ہے۔ اسی سلسلہ میں فرمایا:—

"اور جہاں تک خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان

علم باطن اور باطنی حال کا تعلق

ہے تو اس کے بارے میں خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے دل پر ایک حجاب سا ڈال دیا جاتا ہے تو میں ایک دن میں ستّر مرتبہ استغفار کرتا ہوں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ آپ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل کئے جاتے تھے یہاں تک کہ دوسری حالت پھر ایک اور حالت سے بدل جاتی تھی۔ آپ کو غیب کی وادیوں اور قرب کی منزلوں کی طرف لے جایا جاتا تھا اور بدل بدل کر آپ کو نورانی خلعتیں پہنائی جاتی تھیں۔ اس دوران آپ کو پہلی حالت دوسری سے فروتر اور تاریک نظر آتی۔ اور پہلی حالت میں حدود و آداب میں آپ کو کمی کا احساس ہوتا تھا۔ ایسے میں آپ کو استغفار کی تلقین کی جاتی۔ کیونکہ استغفار بندے کے حالات میں سے بہترین حالت اور اس کے معاملات کے لحاظ سے احسن ہے۔"

یہ ہے اس فرمانِ خداوندی کی تفسیر جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:-

"جب کوئی آیت ہم منسوخ فرمائیں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اس کی جیسی لے آئیں گے۔ تجھے خبر نہیں کہ اللہ ہر بات پر قادر ہے" (البقرہ - ۱۰۶)

گویا یہاں آیت سے مراد علاوہ دوسرے مفاہیم کے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی مقامات ہیں۔ یہ ہے علماء باطن کی تفسیر۔

ایک تفسیر علماء ظاہر کرتے ہیں۔ اس کی تردید مقصود ہے نہ کہ تائید لیکن افسوس کہ عبارت میں معمولی تصرف سے یہ تفسیر منسوب ہو گئی محبوب ربانی کی طرف۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ پرانے نسخوں کے مقابلہ و موازنہ کے بعد اس تحقیق کو پایۂ تکمیل پہنچایا جائے۔

نہایت ضروری اعلان

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے الفرقان کا آئندہ شمارہ نعت نبوی نمبر ہوگا۔ جس میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے جملہ اردو، عربی اور فارسی اشعار جمع کئے جا رہے ہیں جن میں آپ نے محبوب رب العالمین حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و تعریف فرمائی ہے۔ عربی اور فارسی اشعار کا ترجمہ بھی ہوگا۔ احباب ابھی سے اس خاص نمبر کے مطلوبہ پرچہ جات سے مطلع فرما دیں۔ بعد ازاں مہیا کرنا مشکل ہوگا۔ قیمت فی پرچہ۔ ایک روپیہ پچیس پیسے ہوگی

منیجر الفرقان ربوہ

برمنگھم کی مرکزی جامع مسجد میں مسلمانوں میں المناک فساد

روزنامہ ملت لندن ۱۸ ستمبر ۱۹۷۵ء لکھتا ہے:-

"کل رات مرکزی جامع مسجد بلگریو روڈ میں نماز تراویح کے موقعہ پر امامت کے سلسلہ میں اختلافات کی بنا پر وہابی سنّی فساد کے نتیجہ میں متعدد افراد زخمی ہو گئے۔ اس فساد میں چاقوؤں، لوہے کی سلاخوں، چھاتوں کے دستوں اور دیگر ہتھیاروں کا آزادانہ استعمال کیا گیا۔ کئی نمازیوں کی آنکھوں میں مرچیں بھی پھینکی گئیں۔ اس فساد میں مسجد کی کھڑکیوں کے کئی شیشے بھی ٹوٹ گئے صورت حال کی سنگینی نے پولیس کو مداخلت کرنے پر مجبور کر دیا۔ برمنگھم کے مختلف پولیس سٹیشنوں سے پولیس کی بھاری جمعیت نے مسجد کا محاصرہ کر لیا اور جوتوں سمیت مسجد کے اندر داخل ہو کر نمازیوں کو دھکے دے کر مسجد سے باہر نکال دیا اور بعد ازاں مسجد کو تالا لگا دیا۔ مسلمانوں کی اس باہمی آویزش اور مار دھاڑ کی وجہ سے اسلام اور پاکستان کی زبردست رسوائی ہوئی ہے۔ پولیس نے مسجد کو نمازیوں سے خالی کرتے وقت انتہائی سخت رویہ اختیار کیا۔ کئی ممتاز اور شریف شہری بھی پولیس کی زیادتیوں سے محفوظ نہ رہ سکے۔ کئی افراد کو ننگے پاؤں گھروں کو واپس جانا پڑا۔ یاد رہے کہ جس مسجد میں دنگا فساد برپا کیا گیا ہے ہزاروں پونڈوں کی لاگت سے تیار ہونے والی یہ وہ عظیم الشان مسجد ہے جس کی تعمیر میں نہ صرف برطانیہ بھر کے پاکستانی مسلمانوں نے بڑھ چڑھ کر مالی معاونت کی بلکہ مختلف اسلامی ملکوں کی حکومتوں نے بھی برمنگھم کے پاکستانی مسلمانوں کے جذبۂ حبّ الاسلام سے متاثر ہو کر خطیر رقوم فراہم کی تھیں۔ حال ہی میں وزیر اعظم پاکستان مسٹر بھٹو کی ہدایت پر حکومت پاکستان نے بھی مسجد کی اندرونی آرائش اور حسن کاری کے لئے پانچ لاکھ روپے کا عطیہ دیا تھا۔ یہ عظیم عبادت گاہ جو گزشتہ رات کشت و خون کا اکھاڑہ بن کر رہ گئی ابھی تکمیل کو نہیں پہنچی تاہم مسجد کی انتظامیہ نے اس سال رمضان المبارک میں نماز تراویح کے انعقاد کا فیصلہ کیا تھا۔" (ملت لندن - ۱۸ ستمبر ۷۵ء)

برمنگھم کے فساد کے سلسلہ میں ایک مکتوب

اخبار ملت لندن ۲ اکتوبر ۱۹۷۵ء میں شائع ہوا ہے کہ:-

"ہم لوگوں کو اپنے اپنے گھروں میں سوچنا چاہیئے کہ ان مولویوں اور ملا لوگوں نے بحیثیت مسلمانوں کے آپس میں لڑا کر اور مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد کو نقصان پہنچایا ہے یہ عملی کام ہے کہ ایسی سازشوں کو کچل دیا جائے۔ یہ ملت اسلامیہ کے اتحاد کو نقصان پہنچا رہے ہیں ایسے لوگ مخلص نہیں ہوتے۔ ان مفاد پرستوں نے مسلمانوں کو کبھی ایک پلیٹ فارم پر جمع نہیں ہونے دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان مفاد پرستوں نے مسلمانوں کو ایک دوسرے [illegible]

الفرقان: نامعلوم ان مولویوں کی فتنہ پردازی کیا کیا اور کہاں کہاں رنگ لائے گی؟ حالات مقام عبرت ہیں۔

کوائفِ ربوہ

(۱) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا ورودِ مسعود

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ طبی بیماری کے باعث تشخیص اور علاج کی غرض سے ۵ اگست ۱۹۷۵ء کو لندن تشریف لے گئے۔ حضور کے ہمراہ حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ، محترم صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب، محترم مرزا مجید احمد صاحب ایم اے مکرم میم خان، شاہد احمد خان اور محترم مسعود احمد خان دہلوی ایڈیٹر الفضل بھی تھے۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ مع رفقاء سفر ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو بخیر و عافیت ربوہ میں واپس رونق افروز ہوئے۔ الحمد للہ! اس عرصہ میں طبی معائنہ جات کے علاوہ تبلیغ اسلام اور اشاعتِ دین کے لئے کئی سکیمیں تجویز ہوئیں۔ حضور نے سویڈن کے شہر گوٹن برگ میں پہلی احمدیہ مسلم مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔ ڈنمارک میں بھی حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے چند روز احباب جماعت اور دوسرے لوگوں کے درمیان ایمان افروز حالات میں بسر کئے۔ حضور کی صحت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ ربوہ میں حضور کے تشریف لانے سے ایک نئی زندگی پیدا ہو گئی ہے اور لوگوں کے چہرہ پر بشاشت میں نمایاں اضافہ ہو گیا ہے۔ الحمد للہ!

(۲) ربوہ کا موسم

ربوہ کا ظاہری موسم بھی خوش گوار ہو رہا ہے۔ اب گرمی جا رہی ہے اور سردی کا دَور شروع ہو رہا ہے۔ کافی عرصہ سے ربوہ میں بارش نہیں ہوئی اس لئے کچی سڑکوں میں گرد و غبار پھیلی ہوئی ہے۔ جب کوئی موٹر یا ٹرک ان سڑکوں پر سے گزرتا ہے تو ایک عرصہ تک پیدل چلنے والوں کے لئے بہت دقت رہتی ہے اور ان کے لئے سڑک پر چلنا دشوار ہو جاتا ہے۔

(۳) ربوہ کی پکّی اور کچّی سڑکیں

شروع سے ربوہ ٹاؤن کمیٹی ہے۔ یہاں ریذیڈنٹ مجسٹریٹ صاحب کی عدالت بھی موجود ہے۔ اب تحصیل بھی بن چکی ہے۔ ڈاکخانہ، تارگھر، ریلوے اسٹیشن اور تھانہ موجود ہے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے کالج بھی جاری ہیں سکول بھی کھلے ہوئے

ہیں۔ اس جگہ سے روزنامہ، ہفت روزہ اور ماہنامے بھی شائع ہو رہے ہیں۔ ربوہ ایک وسیع علاقہ میں پھیلا ہوا شہر ہے۔ اس سارے علاقے میں پختہ سڑکیں بہت تھوڑی ہیں۔ محلہ جات میں زیادہ تر سڑکیں بالکل کچی ہیں۔ ان دنوں یہ سڑکیں غبار سے اٹی پڑی ہیں اور اس کے باعث نزلہ، زکام اور کھانسی کثرت سے پھیلا ہوا ہے۔ وسیع اور گنجان محلہ جات دارالرحمت شرقی، دارالرحمت وسطی، دارالرحمت غربی، فیکٹری ایریا، دارالیمن، دارالنصر اور دارالعلوم بالعموم پختہ سڑکوں سے محروم ہیں حکومت کو جلد توجہ کر کے ان سڑکوں کو پختہ کرنا چاہیئے تاکہ باشندوں کی صحت پر جو بُرا اثر پڑ رہا ہے وہ دور ہو شہریوں کی صحت کا خیال رکھنا بھی حکومت کے بنیادی فرائض میں شامل ہے۔

(۴) جلسہ سالانہ کی تیاریاں

ربوہ جماعت احمدیہ کا مرکز ہے۔ اکناف عالم کی تمام احمدی جماعتوں کے نمائندے ہزاروں کی تعداد میں ہر سال آخر دسمبر میں ربوہ میں جمع ہوتے ہیں پاکستان کے علاوہ یورپ، امریکہ، ایشیا اور افریقہ کے ممالک سے بھی کافی لوگ آتے ہیں گزشتہ سال ایک لاکھ سے زیادہ افراد اس جلسہ میں شامل ہوئے تھے جلسہ سالانہ میں شمولیت کرنے والے مردوں اور عورتوں کی رہائش اور ان کے کھانے کا انتظام صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے جماعتی طور پر کیا جاتا ہے نظارت ضیافت اس سارے انتظام کی نگران ہوتی ہے اور ربوہ کے سب خورد و کلاں اس میں حصہ لیتے ہیں اور نہایت خوشی اور مسرت سے آنے والے مہمانوں کی خدمت کرتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ اتنے بڑے انتظام کے لئے مہینوں پہلے تیاری کی ضرورت ہوتی ہے اور سارے امور کو منظم کرنے کے لئے وسیع اخراجات ضروری ہوتے ہیں۔ سارے اخراجات جماعتی چندہ سے پورے کئے جاتے ہیں اور کارکنوں کی طوعی انتھک خدمات سے مہمانوں کی مہمان نوازی ہوتی ہے۔ ربوہ کے احمدی باشندے باہر سے آنے والے احباب کو اپنے بھائیوں سے عزیز سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں اور آپ کی آسمانی دعوت پر وہ مرکز سلسلہ میں حاضر ہوتے ہیں درحقیقت مرکز سلسلہ میں آنے والا ہر احمدی اللہ تعالیٰ کے الہام یأتیک من کل فج عمیق ویاتون من کل فج عمیق کی صداقت کا نشان ہے۔ آج کل جلسہ سالانہ کی تیاری نمایاں طور پر نظر آتی ہے جبکہ ارد گرد کے علاقوں سے اونٹوں اور گڈوں پر پیر آتی دکھائی دیتی ہے اور جلسہ کے مہمانوں کے لئے مکانوں کی تعیین کا سلسلہ شروع ہے۔

(۵) ٹاؤن کمیٹی ربوہ کے لئے قابل توجہ امر

کچی سڑکوں کے محلہ جات بالخصوص دارالرحمت کے باشندے پرزور مطالبہ کر رہے ہیں کہ سڑکوں پر روزانہ پانی کا چھڑکاؤ ہونا ضروری ہے جو لوگ کمیٹی کے ٹیکس ادا کرتے ہیں ان کو بھی کچھ فائدہ پہنچنا چاہیئے۔ یہ مطالبہ نہایت معقول ہے ہم اس کی پرزور تائید کرتے ہیں۔ اوّل تو جلد سے جلد شہر کی سڑکوں کو پختہ بنایا جائے اور جب تک یہ صورت پیدا نہیں ہوتی کمیٹی کا فرض ہے کہ جلد عمومی

روزنامہ
الفضل ربوہ

ہمارا، آپ کا اور سب کا اخبار

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے اقتباسات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطبات علماء سلسلہ کے اہم مضامین، بیرونی ممالک میں جماعت کی تفاصیل اور اہم ملکی اور عالمی خبریں شامل ہوتی ہیں۔ آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں۔

اس کی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فرض ہے

—— مینیجر الفضل ربوہ

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار

تحریک جدید ربوہ

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں، اور غیر از جماعت دوستوں کو بھی پڑھائیں

چندہ سالانہ
پانچ روپے

— مینیجنگ ایڈیٹر

ہر قسم کا سامان سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کیلئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ
لاہور
کو
یاد رکھیے

فون نمبر ۶۹۴۵۰۰

الفردوس

انارکلی میں لیڈیز کپڑے کیلئے
آپ کی اپنی دکان ہے

الفردوس

۸۵ - انارکلی ، لاہور

سرزمین قادیان کا

اوّلین دواخانہ

جسے ۱۹۱۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ
نے اپنے مبارک ہاتھوں سے قائم فرمایا

قدیمی ❖ اوّلین ❖ شہرۂ آفاق

حبّ اٹھرا جیدرؒ

مکمل کورس : بیس روپے ۲۰/-

دوائی خاص : زنانہ امراض کا واحد علاج ۱۱ اونس کی قیمت : دس روپے ۱۰/-
زوجام عشق : طاقت کی لاثانی دوا قیمت ساٹھ گولی پچیس روپے ۲۵/-
حبّ مفید النساء : بے قاعدگی کا بہترین علاج : دس روپے
حبّ لسان : سوکھے کی مجرب دوا۔ قیمت پانچ روپے
معین الصحت : تلی جگر کی خرابی بھوک اور یرقان کا علاج : دس روپے ۱۰/-

ہمارا اصول

• صاف ستھرے اجزاء • دیانت دارانہ دواسازی
• عمدہ پیکنگ • غریبانہ قیمت • مخلصانہ مشورہ۔ اور

اسی اصول کے تحت ۱۹۱۱ء سے آپکی خدمت کرتے رہے ہیں

حکیم نظام جان اینڈ سنز

چوک گھنٹہ گھر ○ بالمقابل ایوان محمودؒ
گوجرانوالہ ربوہ

مفید اور مؤثر دوائیں

نور کا جل

دنیا کا مشہور عالم تحفہ
آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے نہایت مفید

خارش، پانی بہنا۔ ناخونہ، کُہنی، ضعف بصارت، وغیرہ امراض کیلئے نہایت مفید ہے عرصہ ساٹھ سال سے استعمال ہو رہا ہے۔ خشک و تر قیمت فی شیشی : سوا روپیہ

تریاق اٹھرا

اٹھرا کے علاج کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہترین تجویز جو نہایت اعلیٰ اور عمدہ اجزاء سے ساتھ تیار کی جاتی ہے۔ اٹھرا بچے کا مردہ پیدا ہونا پیدا ہونے کے بعد جلد مر جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا۔ یا لاغر ہونا ان تمام امراض کا بہترین علاج ہے قیمت پندرہ روپے

خورشید یونانی دواخانہ

گول بازار۔ ربوہ

ٹیلیفون ۵۱۸

ناشر ابوالعطاء جالندھری، پرنٹر سید عبدالحیؒ، مطبع : ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت : دفتر الفرقان ربوہ

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
Shezan
Peach Jam
HOT KETCHUP
Plum Jam
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ، لاہور

Monthly **AL-FURQAN** Rabwah

NOVEMBER 1975 REGD No. L 5708

جناب ملک محمد جعفر صاحب وزیر اقلیتی امور پاکستان کا اعلان

کیا اس نظریہ پر اب بھی خدا ترسی سے غور کیا جائیگا؟

”ہمیں اس امر نے ہمیشہ حیران کیا ہے کہ جس ختم نبوت کے عقیدہ سے انکار کی بناء پر علماء ، جماعت احمدیہ کو اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں اسکی روشنی میں یہ علماء اپنی **پوزیشن** پر کیوں غور نہیں کرتے ؟ اگر ختم نبوت سے یہ مراد ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے **بعد کوئی نبی نہیں آئیگا (ہمارے نزدیک بھی یہی مراد ہے)** تو **جماعت احمدیہ اور غیراحمدی علماء جو نزول مسیح پر ایمان رکھتے ہیں دونو ہی ختم نبوت کے منکر ہیں** ۔ مسیح بن مریم کے نبی ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور اگر ان کو رسول کریم کے بعد آنا ہے تو نبی کریمؐ خاتم النبیین نہیں ہو سکتے

احمدیوں کے نزدیک مسیح بن مریم کو نہیں آنا بلکہ ان کے مثیل **کو آنا تھا جو مرزا صاحب کی ذات میں آ گیا ..... اس طرح بنیادی لحاظ سے ان دونوں فریقوں میں کوئی اختلاف نہیں صرف اتنا فرق ہے کہ ایک فریق** نبی کے آنے کا منتظر ہے اور دوسرے کا خیال ہے کہ یہ نبی آ چکا ہے “

(کتاب احمدیہ تحریک صفحہ ۹۲ مرتبہ ملک محمد جعفر صاحب
طبع کردہ سندھ ساگر اکاڈیمی لاہور)

Tittle Printed at the Nusrat Art Press, Rabwah.